U1664. P. 13 7-10

Title - ISLAM.

Creator - Mohd. Alexander Russel; Mutarjuma Sayyed Mohd. Hasan

Publisher - Matba Matbaul Uloom-o-Akhbar (Moradabad).

Date - 1896.

Pages - 116.

Subjects -

اول مرتبہ ایکہزار جلد

قیمت فی جلد ایک روپیہ

اشتہار
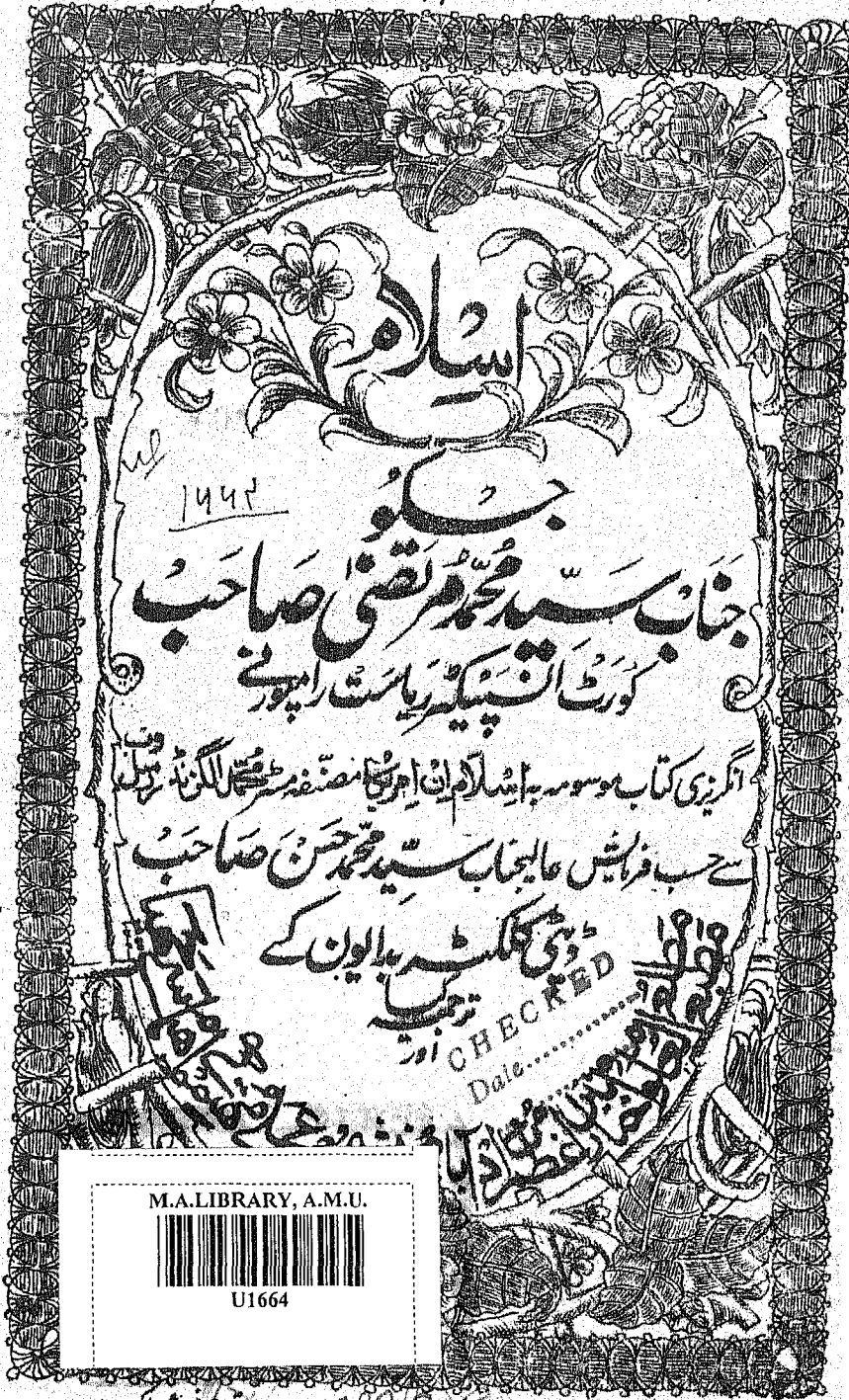
تدبیر

وجود انسان سے نیچر کی کیا غرض ہے۔ سوشل اور مارل مسائل
کسکو کہتے ہین۔ تہذیب اور شائستگی کیونکر حاصل ہو سکتی ہے۔
طرز اخلاق و طریق تمدن کا کسطرح برتاؤ کرنا چاہیے انسان اشرف
المخلوقات کن وجہون سے تسلیم کیا جاتا ہے۔ آدمی کو سچی شرافت
اور حقیقی فضیلت کے حاصل کرنے مین کس قسم کی کوشش کرنی چاہیے۔
اگر آپ ان امور سے واقفیت پیدا کرنا چاہتے ہین تو تدبیر جو ایک اعلی
درجہ کی انگریزی کتاب موسومہ کیرکٹر مصنفہ مسٹر اسمائیل کا ترجمہ ہے منگوا کر
ملاحظہ فرمائیے یہ کتاب ۱۳ جزو کی ہے عمدہ کاغذ پر خوشخط چھپی ہے
قیمت فی جلد (عہ) روپیہ بلا محصول

المشتہر
سید مرتضی ۔ کورٹ انسپکٹر ریاست رامپور

دیباچہ از مترجم

مین نے اس مذہبی کتاب کا بزبان اُردو اس غرض سے ترجمہ کیا ہے کہ ہندوستان کے وہ مسلمان اسلام جو زبان انگریزی سے ناواقف ہین اس رسالہ کے مضامین سے واقف ہو جائین اور اونپر واضح ہو جاتے کہ ممالک مغرب مین اسلام کی عظمت و جلالت کہان تک جلوہ افروز ہی — مین خیال کرتا ہون کہ مذہب اسلام کا یہ ایک جدید معجزہ ہی کہ ممالک مغربی کے رہنے والون کو جنکا مذہب مدت سے مسیحی ہی اس امر کا شوق پیدا ہوا ہی کہ مذہب اسلام کی تحقیق کیجاتے اور اوسکے سچے اصول پر انصافانہ نظر ڈالی جاتے —

مینے ترجمہ کرنے مین اس امر کا لحاظ رکھا ہی کہ الفاظ و عبارت سلیس و بامحاورہ ہون لیکن چونکہ اصل کتاب کا لٹریچر نہایت اعلیٰ درجہ کا ہی اور دقیق بھی ہی اسوجہ سے اگر میری عبارت مین کوئی پیچیدگی ہو گئی ہو تو مین امید کرتا ہون کہ ناظرین بالمکین معاف فرماوینگے —

اصل کتاب مین ہر باب کے شروع مین آیات قرآنی بزبان انگریزی مندرج ہین مینے بجاے اسکے کہ ان آیات کا اردو ترجمہ کیا جاتے اصل آیات عربی معہ حوالہ سورۃ و پارہ لکھدین —

مین مجھکو یہ ظاہر کرنا بھی ضروری ہی کہ یہ رسالہ میرے دوست منشی شرف الدین احمد خان نے باجازت مصنف مجھے ترجمہ کے واسطے دیا اور مین احسانمندی کے ساتھ اپنے لایق دوست کی اس عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہون —

راقم خاکسار سید محمد مرتضی —

فہرست مضامین

اسلام

جسکو

جناب سید محمد مرتضیٰ صاحب کورٹ انسپکٹر ریاست رامپور نے

انگریزی کتاب موسومہ بہ اسلام ان امریکا مصنفہ مسٹر محمد الکزانڈر

رسل دب سے حسب فرمایش عالی جناب سید محمد حسن صاحب

ڈپٹی کلکٹر بدایون کے

ترجمہ کیا

اور

مطبع مطلع العلوم و اخبار نیر اعظم مراداباد میں منشی ابن علی مہتمم کے اہتمام سے چھپا

فروری سنہ ۱۸۹۶ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مختصر حالات مصنف

چھیالیس برس گذرے کہ الگزنڈر رسل دب بمقام ہڈسن[1] پیدا ہوا تھا اس کا باپ پچیس برس تک ہڈسن ڈیلی اسٹار کا اڈیٹر و مہتمم رہا اور اوس کا بھائی اڈورڈ سی دب سین فرانسسکو[2] مین ایک مشہور و معروف طبیب تھا۔ الگزنڈر رسل دب نے امریکہ و نیویارک[3] کے مدارس مین تعلیم حاصل کی۔ ابھی اسکی عمر پوری سولہ برس کی بھی نہوئی تھی کہ اس کی طبیعت مین زباندانی کا مذاق پیدا ہو گیا اور اسی اثنا مین صدہا مضامین و قصص اس نے لکھ ڈالے۔

۱۸۷۳ء مین مسٹر دب نے بمقام یونین وائیل[4] مسوری ریپلکن[5] خرید کیا اور

---

[1] امریکہ مین ایک شہر ہی ۱۷۸۴ء مین اسکی بنیاد قایم ہوئی ۹۰۰۰ مردم شماری ہے۔
[2] امریکہ مین ایک شہر ہی ۱۲۰۶۶۰۰ مردم شماری ہی یہان متعدد کالج و کتب خانے ہین چنانچہ ایک کالمبیا کالج ہے جو ۱۷۵۴ء مین قایم ہوا اوسکے متعلق ایک عجائب خانہ ہے اور اوس کے کتب خانہ مین ۷۰۰۰۰ کتابین ہین۔ نیویارک مین جو یونیورسٹی ہے اوسکی عمارت انگریزی قطع کی سنگ مرمر کی ہے اور وہان ایک طبی مدرسہ بھی ہے۔ اسٹڈ فری لایبریری مین ۱۴۰۰۰۰ کتابین ہین۔ متعلق بہ تجارت جو کتب خانہ ہے اوس مین ۱۱۶۰۰۰ کتابین ہین۔ سوسائٹی لایبریری مین ۶۰۵۰۰ کتابین ہین۔ ہسٹاریکل سوسائٹی یعنے جلسہ علم تاریخ مین ۵۰۰۰۹ کتابین ہین مختلف اقسام کی ۴۲ مدارس ہین۔
[3] سین فرانسسکو امریکہ کے ایک شہر کا نام ہی ۲۳۰۰۰۰ مردم شماری ہے۔ (من مترجم)
[4] ایک شہر کا نام ہی۔ [5] ایک اخبار کا نام ہی۔

تین برس تک جاری رکھا - چونکہ وب کو محنت کے وسیع میدان مین تک و دو

کرنے کا جو صلہ تھا اس سبب سے وہ سنٹ جوسف گزٹ کا اڈیٹر ہوا اور بعد اسکے

بہت سے مختلف اخبارات کے ساتھ اسکا تعلق ہو گیا - ستمبر ۱۸۸۷ء مین جبکہ

وب مسوری رپبلکن کا اڈیٹر تھا پریسیڈنٹ کلیولینڈ مین اُس کو منیلا مین کانسل

مقرر کیا - اس زمانہ کے چھ برس قبل مسٹر وب ایک بیتابانہ اشتیاق کے

ساتھ مشرقی مذاہب و روحانی فلسفہ کی تحقیق مین مصروف تھا اور کانسل کا عہدہ

قبول کر لینے مین اوسکی یہی غرض تھی کہ اوسکو ان علوم کی تحصیل و تجربہ کا ایک اچھا

موقع مل جائیگا - منیلا مین ایک سال کے قیام کے بعد - اسلامی مصنفین کی

تصنیفات و تالیفات اوس کے ہاتھ لگین جنکے مطالعہ نے اوسکی طبیعت مین اسلامی

طریقہ کے ساتھ محبت کا شعلہ مشتعل کر دیا اور سرکاری کامون کے بعد وہ ہمہ تن

اُن کتابون مین محو و مستغرق رہتا - اوس نے بدرالدین عبداللہ کرُسے جو بمبئی کا

ایک مشہور و معروف مسلمان ہے مراسلت شروع کی اور اُس کے ذریعہ سے

بہت سے اور بھی عالم اور سچے مسلمانون سے واقفیت پیدا کی - حاجی عبداللہ

---

[1] ایک اخبار کا نام ہے [2] جزیرہ لوزن مین ایک قصبہ ہے - اسپین کا ویسرائے یہان رہا کرتا ہے -
۱۱۱۰۱ مردم شماری ہے سنہ ۱۶۴۵ء مین یہان ایک بڑا زلزلہ آیا جس سے بعض حصہ شہر کا غارت ہو گیا -
سنہ ۱۷۶۲ء مین انگریزون نے اسپر قبضہ کر لیا سنہ ۱۸۷۵ء مین ایک ایسا طوفان آیا جسکے سبب سے ۳۸۰۰ مکانات
منہدم ہو گئے اور ۲۵۰ آدمی ضائع ہوئے - (من مترجم)

عرب نے جو بمبئی کا ایک دولتمند تاجر ہے منیلا مین مسٹر دب سے ملاقات کی
اور واپسی کے بعد کلکتہ۔ بمبئی حیدر آباد۔ رنگون و برھما کے بہت سے دولتمند
مسلمانون کی ایک فہرست مرتب کی تاکہ ایک ایسا محکمہ قایم ہو جس کے ذریعہ سے
امریکہ مین اسلامی وعظ جاری کیا جاتے بقول مسٹر دب کے جب اونکو اسلام
کی صحت اور راستی پر پورا اعتقاد ہو چکا تب وہ اس گروہ مین شامل ہو گئے اور
امریکہ مین دعوت اسلام کے لئے منتخب کئے گئے۔ گزشتہ ماہ جون مین مسٹر دب
نے سرکاری نوکری سے استعفا داخل کیا اور ہندوستان و برھما کا سفر کرتے
ہوتے لنڈن ہوکر ۱۶ فروری سنہ گزشتہ کو امریکہ مین واپس آتے۔

تمہید

باشندگانِ امریکہ سے آزاد خیال والون مین بالعموم یہ خاصیت ہے کہ وہ مشرقی
مذاہب سے بہ نسبت اپنے آباؤ اجداد کے زیادہ تر واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہین
اور اس صفت سے کم سے کم یہ ایک مفید نتیجہ تو ضرور پیدا ہوتا ہے کہ مذاہب کے
باطل اوہام سے جو باعثِ ناپاکی روح ہین مخلصی ہوتی ہے اور ایک ایسے بیباک
و آزادانہ تحقیق و خیال کا انکشاف ہوتا ہے جو بتدریج عقائد کی باطنی غلامی کا مہلک
خطرناک مخالف ہوتا جاتا ہے اگرچہ اس طریقہ کی نسبت کہا جاسکتا کہ یہ ایک

جدید تغیر ہے لیکن سچی انسانیت کا یہی پیرایہ ہے اور یہ امر مقابلہ پرانے طریقہ

کے بہت زیادہ قابل قدر ہے کیونکہ زمانہ سابق مین یہ دستور تھا کہ مذہبی قوانین

گو وہ فہم و ادراک کے مخالف کیون نہون جہالت کے ساتھ اعتقاد کیا جاتا تھا اور بلا تامل

ایسے رہنماؤن کی تقلید کی جاتی تھی جنکی ذات ممکن الخطا ہے اور جنکو اس امر کے

ثابت کرنے کی بھی قابلیت نہین تھی کہ اونکو مقتدی بننے کا کیا حق تھا یا جو اصول مذہب

وہ تعلیم کرتے تھے اوسکا جواز اور اوسکی صداقت کہان سے حاصل کی تھی جسقدر اتفاق

سے ضعف عقیدت کی تاریکی روز بروز زائل ہوتی جاتی ہے اور مکروہ توہمات کی جاب

جو رجوعات تھین اونکی قوت و تاثیر باطل ہوتی جاتی ہے اور اس طبقہ کے لوگ جو بدرجہ اولی

شایستہ - صحیح الدماغ - متامل المزاج اور معقولات کے غور کرنے والے ہین ہر ایک چیز

کے واسطے دلیل چاہتے ہین اور ایسے نامعقول اصول و قواعد مذہب کے اعتقاد سے

انکار کرتے ہین جسکے ناممکن الخطا ہونے کی حجت اس سے بہتر اور کوئی نہین ہے کہ

ایک فاضل علم الہی اوسکی تصدیق کرتا ہے -

اس کتاب کا یہ خاص مقصد نہین ہے کہ کسی الہیات کے عقائد و طریق کی بربادی بیخ کنی

کیجائے اور نہ یہ غرض ہے کہ اسلام مین نئے چیلے تیار کئے جائین بلکہ مطلب یہ ہے

کہ جن عیسائیون کی زبان انگریزی ہے اونمین تحقیق کی اطمینانی - ثابت قدم اور

غیر متعصب روح مشتعل و متحرک کی جاے تاکہ جسطرح وہ دوسرے مذہب کے طریقون کو ملاحظہ کرتے ہین اوسی نظر سے اپنے کو بھی دیکھین۔ پس اگر کوئی شخص آزادانہ خیال کے ساتھ اسپر مستقل عملدرآمد کرنے کا ارادہ رکھتا ہی تو اوسے چاہیے کہ اپنے کو اُن تعصبات سے کلیتہً پاک کرے جنمین وہ ہمہ تن مستغرق ہو رہا ہی کیونکہ بغیر اس کے تحقیقات کا فائدہ اصلی اوس کو کچھ بھی نہ حاصل ہو گا۔ لیکن جب کہ معمولی طور پر کثرت رائے کے ساتھ تفتیش و تحقیق کا محض دعوی ہی کیا جاتا ہے اور تحقیق کنندہ صرف ایسی شہادتین بہم پہنچاتا ہے جو اوسی کے مذہبی عقائد کی موید ہین اور بلا خیال دریافت حقیقت دوسرے مذاہب کا ابطال کیا جاتا ہے تو ایسی تحقیق و تلاش بجاے اس کے کہ کچھ مفید ہو بہت زیادہ مضرت رسان ہے اور ایسے تحقیق کنندہ کو چاہیے کہ یہ کام اپنی ذمہ داری مین نہ لے۔

اگر کوئی شخص پہاڑ کی بلندی سے سطح زمین کی طرف دیکھے تو موجودات ارضی کے ظاہری اجسام سے جو بجانب نشیب مد نظر ہین اوسکو کسی قسم کا دھوکھا ہو گا کیونکہ اوسے معلوم ہی کہ اس بلندی سے جو انسان کا قد چھوٹا نظر آ رہا ہے حقیقت مین بڑا ہی اور مکان جو مثل صندوق کے دکھائی دیتا ہے اصل مین ایک عالیشان عمارت ہے اور ریلوے ٹرین جو پہاڑون مین چیونٹی کی طرح چلتی نظر آتی ہے حقیقتاً

تیز روی سے مسافت طے کر رہی ہے۔ اگرچہ کبھی اوسکو اس فن خاص کی تعلیم
نہین دی گئی لیکن قواعد علم مناظر کے ذریعہ سے اوسکو کافی قابلیت حاصل ہو گئی
ہے کہ وہ اشیاے بعیدہ کی جسامت کا تناسب صحت کے ساتھ اندازہ کر سکے
وہ کسی کی مدد سے اس نتیجہ کی حد تک نہین پہنچا اور نہ وہ انسان و مکان و ریلوے
ٹرین کی جسامت کا اندازہ اوس اصول حکمت کے مطابق کرتا ہے جو کسی نامی
گرامی حکیم کا قایم کردہ ہے بلکہ اُس کو معلوم ہے کہ دیکھنے والے کی نگاہون مین
دُور کی چیزین بہ نسبت اپنی اصلی حیثیت کے چھوٹی نظر آتی ہین۔ اوس نے
انسان و مکان و ریلوے ٹرین کو نہایت قریب سے دیکھا ہے وہ اون کی
جسامت سے بخوبی واقف ہے۔ مختصر یہ کہ وہ بغیر کسی اصول حکمت کے اپنی ہی دلیل
پر عمل کرتا ہے اور اپنے واقعی تجربہ سے استفادہ حاصل کرتا ہے۔
لیکن جب وہی شخص کسی ایسے مذہب کی تحقیق مین مشغول ہوتا ہے جو اوس کے
عہدِ طفولیت کی تعلیم کے مغایر ہے تب وہ ایک بالکل مختلف طریقہ اختیار
کر لیتا ہے یعنی پہاڑ کی بلندی پر کھڑے ہو کر اُن اشیای بعیدہ کے اجسام کا
جو نشیب مین واقع ہین اُس مناسبت سے اندازہ کرتا ہے جو اوس کے گرد و پیش
موجود ہین اُس کو اس بات کے سمجھنے کی بالکل قابلیت باقی نہین رہتی کہ جو

چیزین نشیب مین فاصلے سے واقع ہین وہ اشیای متصلہ سے کیونکر چھوٹی ہوسکتی ہین اور تب اُس کو ایسی سند کی ضرورت ہوتی ہے جسکے لکھنے والے کی نسبت ظن غالب ہوسکتا ہے کہ وہ کبھی پہاڑ کی چوٹی کے نیچے نہین اُترا ہے اور اگر کبھی نیچے آنے کا اتفاق بھی ہوا ہے تو صرف اتنی دُور تک کہ پھر وہ اپنی بلندی کے مقام پر فوراً پہونچ سکے اگر اُس کو اس امر کا اندیشہ بھی ہو جائے کہ اشیاے بعیدہ کی جسامت و ماہیت کا اُس کو علم ہو جائیگا۔

جسوقت سے کہ مین اپنے وطن مین واپس آیا ہون صرف یہ دیکھکر کہ عربی پیغمبر کی سوانح عمری اطوار اور ہدایات کی نسبت جو عالمگیر جہالت اوس طبقہ مین پھیلی ہوئی ہے جسکو طبقہ علما کہتے ہین حیرت زدہ نہین ہو رہا ہون بلکہ جس خودپسندی آمادگی اور مستعدی کے ساتھ یہ لوگ محمدؐ صاحب اور اسلامی طریقہ کی نسبت اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہین وہ زیادہ تر باعثِ استعجاب ہے۔

چند مضمون نگارون کی تحریر دیکھکر جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ محمدؐ صاحب اور اسلامی تاریخ سے بالکل ناواقف ہین مجھے بہت تفریح ہوئی۔ لیکن باوجود اس قدر ناواقفیت کے کس دلیری سے وہ لوگ حملہ کرنے کو مستعد رہتے ہین۔

ایک مشہور و معروف مغربی اڈیٹر نے محمد صاحب کو یونانی پیغمبر بتاکر اپنے اخبار کا

نصف کالم مہملات سے بھر دیا اور اخیر مین یہ لکھا کہ جسطرح بعض آدمیون نے
امریکہ مین بدھ مذہب جاری کرنا چاہا تھا اور اونکو ناکامی ہوئی اوسی طرح
مسٹر وب بھی ناکام رہین گے۔

مجھے افسوس ہی کہ قلت گنجایش کے سبب سے مین اسی قسم کی چند اور مہمل تمثیلین
اس رسالہ مین درج نہین کرسکتا اور یہ جہالت ان لوگون مین پھیلی ہوئی ہے جو بڑے
واقفکار اور عالم سمجھے جاتے ہین۔

اسلام سے زیادہ کسی مذہب کی نسبت انگریزی بولنے والی قوم کو لاعلمی نہین ہے
اور یہ ناواقفیت صرف عام لوگون مین نہین ہی بلکہ وہ لوگ بھی اس طریقہ سے بالکل
نابلد ہین جو عالم متبحر خیال کئے جاتے ہین اور اس لاعلمی کی چند وجہین ہین سب سے
بڑا سبب تو یہ ہے کہ مسلمانون کو فطرتی طور پر انگریزون اور انگریزی زبان سے
نفرت رہی۔ دوسرے یہ لوگ اسلامی علوم کا انگریزی ترجمہ ناپسند کرتے رہے۔
اور تیسرا سبب یہ ہے کہ گذشتہ آٹھ یا نو صدی سے عیسائیون کو اسلام و مسلمانون
کے ساتھ سخت تعصّب رہا۔

جس غلط بیانی اور غلط فہمی سے عیسائیون نے محمد صاحب کی نسبت کام لیا ایسی فاش
غلطی کسی تاریخی سلسلہ مین نہین واقع ہوئی۔ اسوقت انگریزی زبان مین کوئی تصنیف

ایسی موجود نہین ہے جس سے عرب کے الہامی پیغمبر کے حالات کا صحیح اندازہ کیا جا سکے یا یہ معلوم ہو سکے کہ جو اصول انھون نے تعلیم کئے وہ کس قسم کے تھے اور عملی طور پر کسی تحقیق کنندہ کے واسطے یہ امر بالکل ناممکن ہے کہ وہ انگریزی تصنیفات سے کوئی قابل اعتبار واقفیت حاصل کر سکے تاوقتیکہ اوس نے کسی دوسرے ذریعہ سے اسکے متعلق آگاہی نہ پیدا کر لی ہو۔

پس اس مختصر رسالہ سے پہلا مطلب یہ ہے کہ انگریزی بولنے والی قوم کو اختصار کے ساتھ لیکن صحیح و معتبر بیان محمدؐ صاحب کے حالات و مقاصد کے معلوم ہو جائین اور ایک مجمل خاکہ اسلامی طریقہ کا ظاہر ہو جائے۔ گزشتہ چھ ہفتون مین یونائٹڈ اسٹیٹس امریکہ کے مختلف حصّون سے میرے پاس بکثرت خطوط اس بارہ مین آئے کہ مذہب اسلام کے متعلق کوئی ایسی تصنیف ہونی چاہیے جس مین نہایت صداقت سے بیانات مندرج ہون۔ ان خطوط نے مجکو باور کرا دیا کہ باشندگان امریکہ سے وسیع الخیال آدمیون مین ایمانداری کے ساتھ یہ شوق پھیلا ہوا ہے کہ وہ امر حق کو معلوم کرین اور ان تحریرات نے مجھے رغبت دلائی کہ قبل کسی مبسوط تصنیف کے جو عنقریب شائع ہوگی مین اس مختصر رسالہ کی اشاعت کر دون۔ پس اگر میری کوششون کا صرف اسیقدر نتیجہ ظاہر ہو جائے کہ کاش کسی شخص کے دل مین یہ شوق پیدا ہو جائے

کہ وہ عارضی ہی طور پر کلیسا کی زنجیر سے اپنی گلو خلاصی کر کے تعصب کی پٹی آنکھوں سے کھولکر سچائی اور ایمانداری سے اسلامی اصول کی تحقیق کرے تو گویا مجھے اپنی محنت اور وقت کا کافی صلہ مل گیا۔

مصنف ۹۔ اپریل سنہ ۹۳ء مقام نیویارک

پہلا باب

مین کیون مسلمان ہو گیا

مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ (سورہ احزاب ۳۳۔ پارہ ومن یقنت ۲۲)

مجھسے اکثر دریافت کیا گیا کہ مین امریکہ کا باشندہ ہو کر اور ایسے ملک مین پیدا ہو کر جہان مسیحی عملداری ہے اور ایسے متعصب فرقہ پریسبٹرین[1] مین نشو ونما پا کر کیون مسلمان ہو گیا اور اسلامی عقائد کو اپنی زندگی کا رہنما بنا لیا۔ اس سوال کا جواب آزاد خیال والون کو بہت مطبوع ہو گا جو اس امر سے واقفیت کی

---

[1] ایک خاص فرقہ مسیحی کا نام ہے۔ (من مترجم)

خواہش ظاہر کرتے ہین کہ حقیقتاً اسلامی طریقہ کیا ہے - مین ایسا احمق نہین ہون
کہ اسکا یقین کرلون کہ اتنے بڑے وسیع اور ترقی کرنے والے ملک مین صرف
مجھی کو اسکی قابلیت ہے کہ عرب کے الہامی پیغمبر نے جو طریقے تعلیم کیے اون کو
سمجھ سکون اور اونکے حسن و تکمیل کی قدر کرسکون اور نہ مین یہ تسلیم کرسکتا ہون
کہ میری دماغی قوت ایسی کمزور ہے کہ مین ایسے مذہب کو حق سمجھ کر قبول کرلون
جسکو اس ملک کا کوی بیوقوف آدمی بھی قبول نکرسکے لیکن جو لوگ کہ اس کو قبول
کرتے ہین آیا وہ اپنے معاصرین کے اندازہ مین عقلمند ہین یا بیوقوف اسکی بابت
مجھے پورا بھروسہ ہے کہ کم سے کم چند اشخاص میرے تجربہ سے مستفید ہونگے -
مثل اور لڑکون کے میری سرشت ایسی نہین واقع ہوئی تھی کہ مجھ مین سرگرمی سے
کسی قسم کا مذہبی میلان ہو - مین ابتدا سے زمانہ مین پرجوش تھا لیکن میری طینت
مکروہ جذبات سے مبرا تھی اور مین ہر چیز کے واسطے ایک سبب چاہتا تھا مین اپنے
کو یہ نہین کہونگا کہ مین ایک اچھا لڑکا تھا جسطرح پیار کرنے والی نا انصاف ماؤنکی
عادت ہوتی ہے کہ وہ عمدہ تمثیلین اپنے لڑکون کی جانب منسوب کرتی ہین -
مین اتوار کے دن مجبوری اپنے قصبہ کے مذہبی مدرسہ مین جاکر بدشوقی اور بیدلی
سے واعظ کی طویل و دقیق تقریرین سنتا تھا لیکن میری یہی خواہش رہتی تھی کہ

مین اس جگہ سے نکلکر آفتاب کی روشنی مین جاکر اس سے زیادہ تسلی بخش نصائح
جو خود باریتعالےٰ ہدایت فرماتا ہے سُنون یعنی رنگ برنگ کے خوشنما پھولون کو
جنسے آنکھون مین طراوت پہونچتی ہے مشاہدہ کرون۔ چشمون کے لہراتے ہوئے
پانی کی آواز جو قدرتی طور پر سریلی ہوتی ہے گوش گذار کرون اور طیور کے فرحت
بخش چہچہون سے لطفِ سمع حاصل کرون مین بلا کسی اعتقاد کے اونکے بی عیب
تخیلات کے قصے سُنتا رہا اور اونکے قایم مقام کفارہ کی مصنوعی داستان سے
مجھپر کسی قسم کی دہشت نہین طاری ہوئی کیونکہ میرے نزدیک یہ دونون اصول
مشتبہ تھے۔ البتہ کوتہ اندیش عیسائی فوراً یہ کہین گے کہ مین جسوقت پیدا
ہوا اوسی وقت سے شیطان کے پنجے مین گرفتار ہو گیا۔

جب میری عمر بیس[۲۰] برس کی ہوئی اور مین عملی طور پر خود مختار ہو گیا تو کلیسا کی
پابندی سے ایسا گھبرا گیا تھا کہ مین اُس سے بھاگ نکلا اور پھر کبھی اوسکی جانب
رُخ نکیا۔ کلیسا اور سنڈے[۱] اسکول مین جو طریقہ مجھے سکھایا جاتا تھا لڑکپن ہی
سے مین اُس جانب راغب نہین تھا اور نہ پھر اُس زمانہ مین کچھ دلچسپ معلوم ہوا
جبکہ مین نے کما حقہٗ تحقیق کی۔

---

[۱] سنڈے اسکول اُس کو کہتے ہین جہان اتوار کے دن مذہبی تعلیم دی جاتی ہے (من مترجم)

علم اخلاق کے متعلق اسکے اصول مثل دیگر مذاہب کے بہت مستحسن اور پسندیدہ ہین لیکن اس کے اوہام اسکی فاش غلطیان اور اسکی ناکمل حالت بلحاظ حصول نجات ۔ یا ارتقاع درجات اور تزکیہ خصائل انسانی میرے لئے باعث استعجاب ہین کہ کیون کوئی دور اندیش ۔ ایماندار اور ذکی الطبع آدمی اُس کو سنجیدگی سے قبول کرے ۔ خوش قسمتی سے چونکہ میری طبیعت مین تحقیقی مادّہ تھا اس لئے مین ہر چیز کے واسطے ایک معقول سبب تلاش کرتا تھا لیکن مجھے معلوم ہوگیا کہ کوئی دنیادار یا پادری اپنے عقائد کو عقلی دلائل سے نہین ثابت کرسکتا کیونکہ جب مین نے پوچھا کہ خدا و تثلیث کیا ہے اور موت و حیات کیا چیز ہے تو اسکا یا تو یہ جواب دیا گیا کہ یہ اسرار ہین یا یہ کہا گیا کہ فہم بشری سے باہر ہین ۔

اس فضول کوشش کے بعد کہ مین مسیحی مذہب سے کوئی ایسی بات دریافت کرون جس سے مجھکو قلبی طمانیت حاصل ہوجائے اور عقل سلیم اُس کو گوارا کرلے مین اوس عقیدہ کی جانب متوجہ ہوا جس مین جسم و روح کو ایک شے سمجھتے ہین اور چند سال تک بالکل لامذہب رہا ۔

گیارہ برس کے بعد مشرقی مذاہب کی تحصیل کا مجھکو شوق ہوا اور مشرقی طلبا کے قاعدہ کے مطابق مین نے بودھ مذہب سے شروع کیا اگرچہ اس ملک مین علم

تھیاسوفی کا حاصل کرنا اُس زمانہ مین کچھ آسان نہ تھا لیکن مجھکو اس علم کی تحصیل کا ایسا شوق ہوا کہ مین روزانہ چار اور پانچ گھنٹے تک اس مین غور رہتا اور سونے کے ضروری وقت کا بھی کچھ حصّہ اسی مین صرف کر دیتا۔ میری طبیعت مین ایک خاص قسم کی قوت آخذہ تھی اور مذہبی تعصبات سے بالکل مبرّا تھی اور امر حق کے تسلیم کرنے کے واسطے مین تیار رہتا تھا بلا لحاظ اسکے کہ وہ کہین سے مجھے حاصل ہو سکے۔

عقدہ موت وحیات کے حل کرنے مین نہایت اشتیاق و سرگرمی سے مین مصروف تھا اور یہ جاننا چاہتا تھا کہ دنیا کے مذہبی طریقون کو ان اسرار سے کیا تعلق ہے۔ مین اس امر کی بحث کرتا کہ اگر قبر مین جانے کے بعد کوئی دوسری زندگی نہین ہوتی تو پھر بنی آدم کو کسی مذہب کی ضرورت نہین ہے۔ کیونکہ جسطرح اکثر لوگ اس کے دعویدار ہین کہ موت کے بعد بہ نسبت دنیاوی زندگی کے ایک اور طولانی زندگی ہوتی ہے جسکی حالت و نوعیت اسی کرۂ ارضی کے مطابق عمل مین آتی ہے تو پھر اس امر کا دریافت کرنا بالضرور لازم ہے کہ اس دنیا مین کس اصول و طریقہ سے زندگی بسر کرنی چاہیئے جس سے دوسری دنیا کے واسطے نہایت اطمینان بخش نتائج پیدا ہون اس عقیدہ پر مستحکم خیال کے ساتھ کہ جسم و روح ایک شئے یعنی مادی ہین اور ایک کی علیحدگی دوسرے سے ناممکن ہے مین نے اس علم پر نہایت تعمق سے غور کیا لیکن

معلوم ہوا کہ اس عقیدے والے بھی رُوحانی اشیا کے متعلق اوسی دریای جہالت
مین مستغرق ہین جس مین مین چکر کھا رہا ہون اس علم کے ذریعہ سے جسمانی
اعضا رگ و پٹھے اور ہڈیون کے نام معہ اونکے مقام اور فعل و عمل کے بخوبی
معلوم ہو سکتے ہین۔ لیکن مجھکو یہ علم اصلی تفاوت درمیان مردہ و زندہ کے
نہین بتلا سکا۔ اس علم سے مجھکو ہر درخت و پودے اور پھولون کے نام معہ اونکے
اقسام و ظاہری خواص و تاثیرات کے معلوم ہوئے لیکن یہ ادراک نہ ہو سکا کہ
درختون کی روئیدگی و بالیدگی اور پھولون کی شگفتگی کسطرح اور کسواسطے
ہوتی۔ یہ تو بخوبی متیقن ہی کہ انسان عورت سے پیدا ہوا تھوڑے عرصہ تک زندہ
رہا اور مر گیا لیکن وہ کہان سے آیا اور کہان گیا مثل ایک چیستان کے ہی جسکے
مسئلہ لاینحل ہونے مین اس علم کو اپنی تمامتر ناقابلیت کا اعتراف ہی۔
ایک ماہر علم طبیعات نے مجھسے کہا کہ ان معاملات کا تعلق کلیسا سے ہی لیکن
مین نے اُس کو جواب دیا کہ کلیسا اسکے متعلق کچھ نہین جانتا اور تب اوسنے کہا کہ
اس کے متعلق نہ مین کچھ واقفیت رکھتا ہون اور نہ علم طبیعات سے کچھ معلوم
ہو سکتا ہی اور ایک مایوسی و ناکامی کے ساتھ یہ مسئلہ خارج از بحث کر دیا گیا۔
مینے مل[۱]۔ لاک[۲]۔ کینٹ[۳]۔ ہیجل[۴]۔ فیشٹ[۵]۔ اور ہگزلی[۶] و کم و بیش دیگر فاضل

---

[۱] لندن مین بہت بڑا فلسفی گذرا ہی۔ پولٹیکل اکانومی اور منطق خوب جانتا تھا۔ اسکے باپ جیمس مل نے خود

فلسفیون کی تحقیقات دیکھی جنھون نے بڑی قابلیت و دانشمندی کے ساتھ مسایل پروٹو پلازم - پروٹوگن اور جزو لایتجزی کے متعلق مباحثے کیا ہین لیکن انمین سے کوئی بھی یہ نہین بتلا سکا کہ روح کیا چیز ہے اور موت کے بعد اسکی کیا حالت ہوتی ہے - مین نے بعض آدمیون کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ اس کے متعلق کوئی شخص کچھ نہین بتلا سکتا - لیکن یہ ایک بہت بڑی خطای بشری ہے کیونکہ دنیا مین ایسے لوگ بہت ہین جنھون نے اس معمے کو حل کیا ہے لیکن نہ تو وہ کور باطن و سست عقیدت ہین اور نہ اُس عقیدہ والون کے مقلد ہین جو جسم و روح کو ایک شی یعنی مادی سمجھتے ہین

خود اسکو تعلیم کیا اور کسیوقت کھیلنے کی اجازت نہین دی ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا تھا اور علمی مسائل پوچھتا رہتا - سنہ ۱۸۰۶ع مین پیدا ہوا اور سنہ ۱۸۷۳ع مین مر گیا -

۲ ایک مشہور انگریزی فلسفی تھا - برٹش گورنمنٹ کی ملازمت کرتا تھا - اسے آن ہیومن انڈرسٹینڈنگ - لیٹرس آن ٹالیریشن - ٹریٹایز آن سول گورنمنٹ اسکی مشہور تصنیفات مین سے ہین - اسکی پیدایش سنہ ۱۶۳۲ع مین ہوئی اور موت سنہ ۱۷۰۴ع مین -

۳ پروشیا کا ایک نامی گرامی فلسفی تھا علم مابعد الطبیعت خوب جانتا تھا - پیدایش سنہ ۱۷۲۴ع موت سنہ ۱۸۰۴ع -

۴ جرمنی کا مشہور و معروف فلسفی تھا اسکی تصنیفات کا انگریزی و فرانسیسی زبان مین ترجمہ ہوا ہے پیدایش سنہ ۱۷۷۰ع موت سنہ ۱۸۳۱ع

۵ جرمنی کا فلسفی تھا وہ اپنی یونیورسٹی مین فلسفہ کا پروفیسر تھا - سنہ ۱۷۶۲ع پیدا ہوا -

۶ انگلستان کے ایک بڑے تشریح دان اور عالم طبیعات کا نام ہے - لندن کے قریب بمقام ایلنگ اس نے علم ادویات حاصل کیا سنہ ۱۸۴۶ع مین شاہی محکمہ بحری مین اسسٹنٹ سرجن مقرر ہوا - چونکہ علم طبیعات مین بہت سے جدید تجربے حاصل کئے اُسکے صلہ مین سنہ ۱۸۵۲ع مین ایک طلائی تمغہ عطا کیا گیا سنہ ۱۸۲۵ع مین پیدا ہوا -

مین اپنے متعلق بہت کہہ چکا تا کہ ناظرین رسالہ پر ظاہر ہو جاتے کہ مین نے کسی گمراہ کنندہ خیال یا مجہول اعتقاد یا ناگہانی پر جوش تحریک کے باعث سے مذہب اسلام نہین قبول کیا بلکہ یہ امر میری سچائی - ایمانداری - استقلال اور غیر متعصبانہ تحصیل و تحقیق کے سبب سے واقع ہوا اور میرے اس غایت درجہ شوق کی وجہ سے کہ مین امر حق کو معلوم کرون -

جب مجھے روح کے غیر فانی ہونے کا کامل اطمینان ہو گیا اور یہ یقین ہو گیا کہ قبر مین جانے کے بعد جو زندگی ہوتی ہے اوس کی ترتیب دنیاوی زندگی کے خیالات و اعمال و افعال کی مطابقت سے ہوتی ہے جس سے یہ مراد ہے کہ آدمی بجای خود اپنا محافظ و نجات دہندہ ہے اور اوس کے و بارتعالی کے مابین کوئی توسل فائدہ بخش نہین ہو سکتا تب مین نے مختلف مذاہب کی جانچ شروع کی تا کہ اس امر کی تنقیح ہو جاتے کہ دوسری زندگی مین حصول کامگاری کے واسطے کونسے ذریعے زیادہ تر مستحسن و موثر ہین - پس اس کام کے لئے ضرور ہوا کہ مین صرف عقلی آزمایشات کو ہر ایک طریق مین نہ صرف کرون بلکہ ان حقایق کو بھی شامل کرون جنکو مین نے اپنے تجربہ و تحقیق کے طولانی زمانہ مین دایرہ تعصب سے منحرف ہو کر حاصل کئے ہین اور ایسے طریقے سے کام لیا ہے جسکو معمولاً واعظ و پادری ترک کر دیتے ہین -

اب مجھے دیکھنا چاہئے کہ اسلام حقیقتاً کیا ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ ناظرین رسالہ بآسانی سمجھ گئے ہونگے کہ مین نے کیون اس کو قبول کیا۔

دوسرا باب

محمّدی عقیدہ کا اجمالی بیان

وَاَنْ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّقُوْہُ ط وَھُوَ الَّذِیْٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَ ○ وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ط وَیَوْمَ یَقُوْلُ کُنْ فَیَکُوْنُ ○ قَوْلُہُ الْحَقُّ ط (سورہ انعام - پارہ اذا سمعوا)

اگر کوئی شخص مجھسے اس سوال کا فوری جواب مانگے کہ محمّدی لوگ کیا اعتقاد رکھتے ہین تو مین اس سوال کے بلا تامل جواب دینے مین اوسی طرح قاصر ہونگا جس طرح اس سوال کے جواب مین کہ عیسائی کیا اعتقاد رکھتے ہین۔ کانسٹنٹائن[۱] کے عہد سے لیکر موجودہ وقت تک ہر زمانہ کے عیسائیون کا یہ میلان خاطر رہا کہ وہ اپنے مذہب کی تزئین و توسیع اپنے ہی خیالات کے مطابق کرین اور اکثر اعتراض کردہ مقلدین عربی پیغمبر نے اسمین شرکت کی اور زمانہ حال کے مسلمین مین بھی

---

۱ قدیم روم کا بادشاہ تھا ۳۱۲ء مین تخت پر بیٹھا اسکے عہد مین مسیحی مذہب کی بہت بڑی اشاعت ہوئی ۳۲۱ء مین اوسنے حکم دیا کہ روز اتوار کی عزت کرنی چاہئے اور اس دن کل دنیاوی کاروبار سے احتراز کرنا چاہئے۔ یہ کانسٹنٹائن کا حکم ہے جس کی کم وبیش پابندی اسوقت تک عیسائیون مین موجود ہے۔
(مترجم)

ایسے عقائد مروج ہین جنکو محمد صاحب نے ہرگز تعلیم نہین کئے اور جو کسی طرح اس قابل نہین ہین کہ اسلام کے عقائد حق ہین اونکو کوئی جگہ دیجائے - انسانی دماغ کے خیالات کا حیرت افزا ذخیرہ مختلف و گوناگون اقسام کے تصورات و توہمات کے ذریعہ سے بہ افراط ظاہر ہوکر نوع انسان کے مذہبی اصول مین موجود ہوجاتا ہی لیکن یہ کبھی ابتدائی یا مبادی اصول کا کوئی جزو نہین تھا بلکہ یہ اُن لوگون کے مرغوب خیالات و توہمات کے نتائج ہین جھون نے اپنے واسطے مذہبی اقتدار حاصل کرلئے ہین - یہ تو خوب معلوم ہی کہ مسیحی مذہب مین جو پچاس مختلف فرقے ہین اونمین سے ہر فرقہ والا اپنے مذہبی طریقہ کو انجیل کی بنیاد پر بتلاتا ہے اور ہر فرقہ کے مقلدین اپنے اعتقاد کے صحیح - معقول و مدلل ہونے کے ثبوت مین اوسی تحریف شدہ کتاب کی جانب رجوع ہوتے ہین اور دیگر فرقون کو کم و بیش غلطی پر کہتے ہین -

اگر تم کو ایجاد دماغ انسانی کی مکمل حقیقت اور مذہبی علم کے نازک احتمالات کے حصول کی خواہش ہی تو بردباری کے ساتھ محمدی اور مسیحی علم مروجہ کے دریامین شناوری کرو اور مختلف فرقون کے مقلدین مین جاکر اونکے مباحث کو سنو - پس اگر تم فوراً اپنے کو ایک شبہہ اور اولجھن کی حالت مین نہین پاتے جو مایوسی کی جانب مائل ہے تو گویا تم اون مباحث کی پیچیدگیون کے نتائج نکالنے مین ناکام رہے جو تمھارے سامنے

پیش کیے گئے اگر متعدد اور مختلف اقسام کے خیالات تمھارے پیش نظر ہون توتم
اس امر کی بابت ایک قطعی اور اطمینان دہ رائے قایم کروگے کہ محمدؐ صاحب اور
حضرت مسیح نے حقیقتاً کیا تعلیم دی اور کیا نہین سکھلایا - اور اس کام کو تم نسبت
اُس شخص کے نہایت عمدگی سے کروگے جو قبل تمھارے اس آزمایش کی کوشش
کرچکا ہے - تقریباً سب مسلمان اگر کلاً نہین تو جزاً بعض اصول کے معتقد ہین جنکی
بوضاحت تصریح ہوچکی ہے لیکن باستثنای صوفیون کے یا اُن مسلمانون کے جنھون نے
اپنے واسطے خاص عقائد مقرر کرلیے ہین کہ وہ اپنے زعم مین پیغمبر صاحب کی ہدایات سے
تمامتر علیحدہ ہین -

سچے محمدی طریقے کی تقسیم چھ اصول مین حسب تفصیل ذیل ہے -

(۱) خدا اور اوسکی وحدانیت کا اعتقاد کہ وہ خلاق تمامی موجودات ہے ہمیشہ سے تھا
اور ہمیشہ تنہا رہے گا - غیر متغیر - علام الغیوب - قادر مطلق - ارحم الراحمین اور قیوم ہے
(۲) فرشتون کا اعتقاد کہ وہ خلقت سماوی سے ہین - اونکی ترکیب کمل اور
حسن درخشان ہے اونمین کوئی تفریق جنسیت نہین ہے وہ کل خواہشات نفسانی
اور ان نقایص سے مبرا ہین جو خطا پذیر انسان مین لاحق ہین -
(۳) قرآن کا اعتقاد کہ وہ کتاب وحی ربانی ہے اور مختلف اوقات مین خدا کی جانب سے

بذریعہ جبرئیل فرشتہ کے محمد صاحب پر نازل ہوئی۔

(۴) خدا کے جملہ انبیاء کا اعتقاد جنہین افضل ترین آدم و نوح - ابراہیم - موسیٰ عیسیٰ اور محمد صاحب تھے۔

(۵) حشر و نشر اور قضائے قیامت کا اعتقاد جبکہ جملہ بنی نوع باریتعالےٰ کی حضور مین حاضر ہونگے اور وہ جزا و سزا کے احکام بلحاظ اونکے دنیاوی اعمال کے صادر کریگا البتہ جزا و سزا کی نوعیت پر بہت سے اختلافات ہین۔

(۶) قضا و قدر کا اعتقاد یعنی یہ کہ قبل خلقت دنیا کاتب تقدیر نے جو احکام ناقابل تنسیخ مقدر کر دئے اور سرنوشت ازلی مین جو کچھ لکھ دیا انسان مجبور ہے کہ اپنے افعال سے اوس کو کسی طرح مٹا سکے لیکن یہ امر ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ کوئی سچّا مسلمان فرقہ کالون کے عقیدہ کے مطابق تقدیر کا معتقد نہین ہے اور اوسکا یہ عقیدہ نہین ہے کہ انسانی ترتیب ناقابل تنسیخ طور پر مہد سے لحد تک مقرر کی گئی ہے اور کوئی شخص بذریعہ اپنی ذاتی بالارادہ فعل کے بھی اوس سے بھاگ نہین سکتا بلکہ تقدیر سے اوسکی یہ مراد ہے کہ وقوع

ہلہ اس نے فرانس کے دارالسلطنت پیرس مین تعلیم پائی تھی - یہ مسیحی مذہب کے رومن کیتھلک فرقہ سے منحرف ہوگیا اور اپنا ایک خاص مذہب ایجاد کیا - ولادت ۱۵۰۹ھ وفات ۱۵۶۴ھ (من مترجم)

فعل کے پہلے سے خدا کو اوسکا علم ہے یا جسکا لفظی مفہوم خدا کی غیب دانی ہے
اگر مسیحی مذہب سے یہ تین اصول جنپر اوس کی بنیاد ہے یعنی تثلیث وامم میکولیٹ کنسپشن وقایم مقام کفارہ علیحدہ کرلئے جائین تو مذہب اسلام اپنے مبادیات ہین اُس سے بہت مطابق ہے۔
ان اصول کو ایک مسلمان مثل خطیات فاسد کے سمجھتا ہے اور وہ اُس طریقہ کے کل دیگر امور کے اختیار کرلینے کے واسطے موجود ہے بجز اونکے اور اُن خطیات کے جو خاصتًا اونسے تعلق رکھتی ہین۔
مرکز کے نقاط مفروضہ سے بکثرت خطوط نکلتے ہین جنسے بحالت مجموعی ایک کمل طریقہ ایمان و عبادت کا قایم ہوتا ہے اور جنکے نتایج مطابق اونکی وضع مقابلہ کے بہت زیادہ مختلف ہو جاتے ہین۔ اعمال مذہب کے ارکان خمسہ حسب تفصیل ذیل ہین۔ طہارت۔ صوم۔ صلوۃ۔ حج و زکوۃ۔
اب ہم کو اس امر کی تصدیق کی کوشش کرنی چاہیے کہ یہ طریقہ کہان سے برآمد ہوا اور یہ غور کرنا چاہیے کہ ہمارے پیغمبر کون اور کیا تھے۔
مین ناظرین رسالہ کو یقین دلاتا ہون کہ ان حقایق کی تلاش مین جنکو کہ مین نے

سلہ رومن کیتھلک فرقہ کا عقیدہ بابت حمل مریم و ولادت مسیح اور اونکی بیگناہی۔ (من مترجم)

حاصل کرلئے ہین مجھے ایک بڑا انبار کوڑے کرکٹ کا تہ و بالا کرنا پڑا جو غلط تاریخ
اور باطل خیالات اور کاذب مباحث کی شکل مین تھا اور تب مجھے ایک دھیمی
جھلک اُس بیش بہا ہیرے کی نظر آئی جو مدت ہاے دراز سے انسان کے واسطے
محفوظ ہی جسکے نیست و نابود کرنے کی متعصبین و منافقین نہایت سرگرمی سے کوشش
کرچکے ہین۔ عقلی روشنی اور بشری شہادت سے یہ قطعی طور پر واضح ہوچکا ہے
کہ محمدؐ صاحب ایک پاک اور منزہ شخص تھے جنھون نے خود بطیب خاطر اون جملہ
امور کو ترک کردیا جنکو دنیا عزیز رکھتی ہی تاکہ صرف اُس عظیم الشان رُوحانی حقیقت کا
علم اونکو حاصل ہوجائے اور گو اس حقیقت کی کوشش تعلیم مین اونکو ذلت و تضحیک
لعنت و ملامت ظالم و بدلا لینے والون کے جور و ستم برداشت کرنا پڑے تاہم اونھون
نے پُوری تحمل کے ساتھ تبلیغ رسالت کی اور نہایت افلاس کی حالت مین دُنیا سے
کوچ کیا یہ ایسے واقعات ہین جنکو عیسائی مصنّفین بھی بالعموم تسلیم کرچکے ہین۔
پس محمدی شاہدین کے حوالے کی کوی ضرورت نہین ہی۔

نقل ہی کہ کسی شخص نے حضرت مسیح سے پُوچھا کہ "کونسا عمل کیا جائے جس سے
حیات ابدی حاصل ہو" حضرت مسیح نے جواب دیا کہ "جو کچھ مال و متاع تمھارے
پاس ہی اُس کو بیچکر محتاج و مساکین پر تقسیم کردو اپنے ہاتھ مین صلیب لو اور میرے

پیچھے آوٗ۔ ٹھیک اسی کے مطابق محمدؐ صاحب نے کیا بجز اسکے کہ اونھون نے حضرت مسیحؑ کی اُن معنون مین تقلید نہین کی جنکو ہٹ دھرم عیسائی سمجھے ہوے ہین۔ دُنیا مین جو کچھ اونکے پاس تھا اونھون نے سب راہ خدا مین تصدّق کر دیا اور تکلیفات وایذا کی صلیب استقلال و راستبازی سے اُس وقت تک لئے رہے جب تک کہ اونھون نے مشرق مین مذہبِ حق استحکام کے ساتھ نہین قایم کرلیا۔

جن مصنفین نے ہمارے پیغمبر کی سرگذشت کی بابت کچھ بھی لکھا ہی اونھون نے بہ تصریح ظاہر کیا ہے کہ وہ لڑکپن ہی سے سلیم الطبع۔ حلیم المزاج۔ زود فہم منکسر النفس۔ عزلت پسند اور صاحب غور و خوض تھے۔ باوجودیکہ وہ شہر مکّہ کے لڑکون سے بہ آزادی ملتے تھے لیکن اونھون نے کوئی زبون و ناشایستہ عادت اُن لڑکون سے نہین سیکھی۔ عنفوانِ شباب مین وہ اپنے محبتانہ طریق اور کُل موقعون پر صفائی و راستبازی برتنے کے سبب سے ممتاز تھے۔ زمانہ شباب مین وہ اپنے کُل معاملات مین صادق و راستباز و فیاض تھے۔ اور ایک ایماندار و معتبر سوداگر تھے وہ عام طور پر ایسے معتبر و معزز تھے کہ مکّہ کے لوگ اونکو الامین کہتے تھے۔

پس کیا یہ امر قرین قیاس ہی کہ جس شخص نے پچاس برس تک ایمانداری و پارسائی کے نیک نہاد اصول کی پابندی کی اوسکی وضع مین یکبیک ایسا تغیر ہوجاے جیسا

کہ بیجا طور پر اکثر عیسائی مصنّفین نے اونکی نسبت بیان کیا ہی۔
کل سربرآوردہ عیسائی مصنّفین ایک مطول تحقیق و تلاش کے بعد اس امر کے اقرار پر
جو کم و بیش ظاہر بھی کیا گیا مجبور ہوئے کہ موجودہ ثبوت سے وہ محمدؐ صاحب کے چال
چلن کے کافی و اطمینان دہ اندازہ کرنے سے تمامتر معذور رہے۔
اونکی ناکامی کا سبب ظاہر ہی کہ اونھون نے اُس عقیدے کی بنیاد پر دلالت کی تھیمن
رُوح و جسم کو مادی یعنی ایک شی سمجھتے ہین اور اگر اونمین اپنے باطل اوہام و عقائد
سے علیحدہ ہونے کی قابلیت ہوتی تو اُن مضامین کو ناچیز سمجھ کر نظرانداز نکردیتے
جنسے اونکا معمّا حل ہوجاتا۔
بعض مصنّفین نے لکھا ہی کہ محمدؐ صاحب مثل ہم لوگون کے مسیحی نہ تھے اور بس وہ
ضرور مکار تھے لیکن ہم کو یہ معلوم کرکے سخت تکلیف ہوتی ہی کہ حقیقتاً ایسا صالح
و متبرک آدمی عیسائی کیون نہوا لیکن اگر وہ اپنے ہی پیغمبر کے احکام شریعت کو
سمجھے ہوتے تو اونکو اس صریحی واقعہ پر کچھ تعجب نہوتا۔
واشنگٹن اِرونگ[1] ایک متعصب عیسائی ذیل کی عبارت لکھتا ہی۔ "اُن واقعات سے

---

[1] امریکہ کا ایک نامی گرامی انشا پرداز تھا۔ اسکی تصنیفات یورپ و امریکہ دونون جگہ بہت مقبول تھین۔ اس نے اسلامی تاریخ بھی لکھی ہے اور محمدؐ صاحب و خلفا کے حالات علیحدہ علیحدہ رسالون مین مرتب کیے ہین لیکن نہایت تعصب سے کام لیا ہی۔ پیدائش ۱۷۸۳ء موت ۱۸۵۹ء (من مترجم)

ظاہر ہوگا کہ محمد صاحب کے متعلق جتنی تحریری یادداشت ہین وہ اغلاط سے مملو
ہین اور متقدمین کے وصایائے لفظی افسانون سے مالامال ہین پس ان وجوہ سے
اس معمے کا حل کرنا اور زیادہ مشکل ہوگیا کہ اونکے اوضاع واطوار کیسے تھے
ہمکو نہین معلوم ہوسکتا کہ ابتدائی حصہ سے لیکر زندگی کے درمیانی زمانہ تک
اس ناپاک اور حیرت افزا مکر سے اونکو کونسا خاص مقصد حاصل کرنا تھا جس کے
سبب سے وہ مورد الزام ہین۔ اگر حصول دولت کی طمع تھی تو خدیجہ کے ساتھ
متاہل ہونے سے وہ سردست دولتمند ہوچکے تھے اور اس مکر کے قبل کہ اونپر
وحی ربانی نازل ہوئی ہی اونھون نے کوئی خواہش اپنے سرمایہ مین اضافہ کی ظاہر
نہین کی۔ اگر یہ کہا جاے کہ اعزاز کا حوصلہ تھا تو وہ پہلے ہی سے اپنے وطن مین
بوجہ فراست و دیانت کے معزز تھے اور نامور قبیلہ قریش کے ایک اعلیٰ خاندان مین
سے تھے۔ اگر حکومت کا خیال کیا جاے تو کعبہ کی محافظت معہ اوس متبرک
شہر کی حکومت کے پشتہا پشت سے اونکے خاندان مین تھی اور بلحاظ حالات
ومرتبہ کے وہ مستحق تھے کہ دلیری سے اوس عظیم الشان اہتمام کے امیدوار ہون
لیکن اونھون نے اپنے اوس مذہب کے زیروزبر کرنے مین جس مین تعلیم پائی تھی
ان تمام فوائد کی بیخ کنی کرڈالی کیونکہ اونکے خاندان کے اقبال واقتدار کی بنیاد

اوسی مذہب پر تھی اور مباحثہ کرنے سے اونکے رشتہ دارون کی عداوت ۔شہر والون کا عناد اور تمامی ہموطنون کا قہر وغضب مشتعل ہوتا تھا اور جو کعبہ کی پرستش کرنے والے تھے اونپر اور بھی برانگیختہ ہوتے تھے ۔اس طریق نبوت کے آغاز مین نہ تو اونکو کسی قسم کی طمع تھی اور نہ یہ امید تھی کہ اونکے نقصانات کا معاوضہ ہوجائیگا بلکہ برخلاف اس کے یہ طریقہ ایک مشتبہ اور پوشیدہ حالت مین شروع کیا گیا اور برسون تک اس کے اسباب مین کوئی کامیابی نہین ہوئی ۔جسوقت سے اونھون نے اپنے الہامات کا افشار اور اپنے اُصول مذہب کا اظہار کیا اوسی وقت سے وہ مورد تضحیک و تذلیل ولعنت وملامت ہوگئے ۔اور اخیر مین ایسی شدید ایذا رسانی کی گئی جسنے خود اونکے اور اونکے دوستون کے اقتدار کو برباد کردیا۔ اور بمجبوری اونکو اپنے خاندان کے بعض اشخاص کے ساتھ معہ اپنے تابعین کے ایک دوسری جگہ پناہ گزین ہونا پڑا اور بالآخر مثل ایک فراری کے اونکو غیر معین مسکن کسی غیر مقام مین تلاش کرنا پڑا ۔پس کیا وجہ ہے کہ وہ اپنے خروج کی حالت پر سالہا سال تک ثابت قدم رہے جس سے اونکا تمام دنیاوی اقتدار برباد ہورہا تھا اور جنکی تجدید کا حوصلہ ایک موہومی امر تھا ۔دنیاوی خواہشات سے قطع نظر کرنے کے بعد ہم اونکے اطوار کی بابت دیگر بیانات کی تلاش کرنے پر مجبور ہین تاکہ اونکی اس غامض

طریق کا اندازہ ہو سکے"

یہ امر مسلمہ ہی کہ محمدؐ صاحب کی مالی حالت روحانی حقیقت کی تعلیم کے زمانہ تک
اُس درجہ مین عمدہ تھی جیسی کہ اونکے وقت کے حریص نوجوانون کی خواہش ہوا
کرتی تھی۔ اونکے رشتہ دار دولتمند تھے اور اونکے چچا ابو طالب جنھون نے
اونکے والدین کی وفات کے بعد اونکو اپنے خاندان مین شامل کرکے مثل ایک عزیز
وشفیق و مہربان باپ کے پرورش کی عرب کے ایک بڑے دولتمند اور مرفہ الحال
تاجر تھے۔

جس شخص کی حفاظت مین کعبہ تھا اوسی منصب کا قابض مستقل حاکم مکہ بھی تھا
اور وہ محمدؐ صاحب کے خاندانی سلسلہ مین تھا۔ پس اگر اونکو ثروت کی خواہش ہوتی
تو حسب حالتِ موجودہ اونکو جملہ مراتب معہ اونکے چچا کی وافر دولت کے حاصل ہو جاتے
اور اگر وہ معاذاللہ مکار بے اصول اور حریص ہوتے جیسا کہ عام طور پر عیسائی اونکو خیال
کرتے ہین تو واقعات کے قدرتی طریقہ پر بلا شبہ وہ استقلال کے ساتھ منتظر رہتے
اپنے رشتہ دارونکے مورد الطاف ہوتے اور عرب کے اعلیٰ ترین اشخاص مین
ایک دولتمند و معزز شخص ہوتے اور ہر قسم کے سامان آسایش واسباب عیش وعشرت
اور دنیاوی جاہ وحشم مہیا ہوتے لیکن اونھون نے اچھی راہ پسند کی اگرچہ

یہ راہ دشوار گزار و پُر خار تھی اور دنیاوی امور کے لحاظ سے اونکی زندگی کو آلام و مصائب و صعوبات اور تلخ ناکامیون سے جو نہایت تکلیف دہ قسم سے تھین معمور کر دیا اور اس سے ایک سبق ان لوگون کو خوب دلنشین کرنا چاہیے جو مستحسن طریق سے منھ پھیرے ہوئے ہین اور دولت و آسایش کے تعاقب مین جسکی جانب عالمگیر توجہ رجوع ہو رہی ہے مصروف ہین۔

جب پیغمبر صاحب نے دنیاوی امور سے قطع تعلق کیا تو ایک مدت مدید صوم و صلوٰۃ و استغراق مین بسر کی اور خورد و نوش صرف رطب و جو اور آبِ خالص پر رکھا اونکی یہ پرہیزگاری تا اختتام زندگی جاری رہی۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ بعض اوقات کامل ایک مہینے تک بجز رطب کے اور وہ بھی بہت قلیل مقدار مین کچھ نہین کھاتے تھے۔

کوہ حری پر ایک غار تھا اور وہ جگہ اونھون نے اپنی عزلت نشینی کے واسطے پسند کی تھی وہانپر وہ ایک وقت مین چند دن استغراق مین صرف کرتے تھے اور وہان اونپر وحی نازل ہوتی تھی تا کہ حقانی نور دنیا مین جلوہ افروز کرین اور وہ شعاع مشتعل کرین جو چند سال بعد نہایت آب و تاب سے روشن ہو گیا اور تمامی مشرق کو اپنی نورانی ضیا سے معمور کر دیا۔ اونکے ساتھ اکثر

اونکی وفادار بی بی رہا کرتی تھین جو اول اونکے اصول مذہب پر ایمان لائی تھین اور بطیب خاطر سرگرمی و مستعدی سے اونکے کام مین شریک ہوتین تھین اور جب وہ اپنی خلوت سے برآمد ہوتے تھے اور مکہ مین اپنے گھر واپس آتے تھے تو وہ نیکنامیان جو اونکو ملتی تھین عمل مین لاتے تھے اور اُن لوگون کی اعانت کرتے تھے جو بیماری یا کسی حادثہ کے سبب سے اپنے لئے سامان مہیّا کرنے کے ناقابل تھے۔ اس طریقہ سے اونکی خاص کل دولت اور جو کچھ اونھون نے خدیجہ کے ساتھ متاہل ہونے سے حاصل کیا تھا سب صرف ہوگئی۔

پس ہم کو لازم ہی کہ پیغمبر صاحب کے قبل بعثت و بعد بعثت جو یہ واقعات تسلیم کردہ عالم ہین اونکا بخوبی موازنہ کرین۔ تاکہ اونکے چال چلن کی بابت ایک ناطق نتیجہ نکل سکے۔ اور اُن نتایج سے ہم اپنے پیغمبر و دیگر پاک انبیا سے تطابق کرین۔

جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہین اوسوقت تک اونھون نے عام طور پر اُن حقایق کی ہدایت کی کوشش نہین کی جنکا اونکو الہام ہوا تھا اور اونکی طرز زندگی پر علاوہ اونکے رشتہ دارونکے بہت ہی کم توجہ مبذول تھی اوسوقت مین وہ مثل ایک مسکین مجذوب کے سمجھے جاتے تھے اور لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ اونھون نے بیوقوفی سے اپنے وافر مال و متاع کو ضائع کر ڈالا جسکا سبب اونکے دوستونپر

ظاہر نہین تھا۔ اور اُن لوگون نے اس مین کچھ زیادہ دلچسپی نہین حاصل نہین کی لیکن من بعد اوُنھون نے عام طور پر رسالت کو مشتہر کرکے اپنے سر پر تکلیفات و ایذا و مصائب و بیرحمی کا پہاڑ اوُٹھالیا اور لعنت و ملامت کا طوفان برپا کرلیا جسکا بیان کم و بیش صراحت کے ساتھ مورخین نے قلمبند کیا ہے۔

کیا کبھی کوئی پیغمبر ایسا گزرا ہی جسنے دنیا مین حیاتِ ابدی کا سچّا طریقہ سکھلانیکی کوشش کی اور اوس کی راہ مین گلُ افشانی کی گئی ہو؟ ایک بھی نہین!

دنیا کو امر حق سے ایک خباثت آمیز خصومت کے ساتھ نفرت ہے اور جو شخص ہدایت کی کوشش کرتا ہی اوس کو دیوانگی سے خطاب کرتی ہی۔ جو دعوی کہ محمدؐ صاحب نے کیا جس سے کہ اہلیان مکّہ کا غیظ و غضب مشتعل ہوگیا معنًا اوسی کے مطابق تھا جو دعوی ناصرہ[1] کے حضرت مسیح نے کیا تھا اور اونکے ساتھ بھی پُر طیش یہودیون نے ٹھیک ایسا ہی برتاؤ کیا۔ اوُنھون نے کہا کہ وہ نبی اور خدا کے رسول ہین اور اللہ جلشانہ کی طرف سے اونکو الہام ہوا ہے کہ وہ قوم عرب کو سچّی راہ نجات کی دکھلائین اور اونکو بُت پرستی اور گناہون سے رہائی

---

[1] یہ اُس مقام کا نام ہی جہان حضرت عیسی پیدا ہوئے تھے اور اپنی اوائل زندگی مین تیس ۳۰ برس اسی مقام پر بسر کئے۔ یہ مقام جیروسلم سے ۶۵ میل جانب شمال واقع ہی مردم شماری ۳۲۰۰ ہے۔ (من مترجم)

دین جو اوںھون نے اُس فرقہ کی تقلید سے حاصل کرلیا ہی جسکا عقیدہ ہے
کہ جسم و رُوح ایک شے ہے - اوںھون نے متواتر اپنے سامعین سے بیان
کیا کہ میری ہستی من قبیل معجزہ نہین ہی بلکہ مین بھی مثل تمھارے آدمی ہُون میری
جسمانی ساخت - دماغی عطیات قدرتی میلان و خواہشات مثل تمھارے
یکسان ہین - لیکن مین نے حیات و ممات کے اسرار کا انکشاف اور زندگی
جاوید کا سچّا طریقہ حیّ ذوالجلال سے سیکھا ہی -

محمدؐ صاحب نے بھی اپنے پیغمبر اور رسول اللہ ہونے کا اوںھین معنون مین
دعوی کیا ہی جن معنون مین موسٰیؑ - ابراہیمؑ - الیاسؑ - مسیحؑ اور دیگر برحق انبیائے
مرسلین نے دعوی کیا تھا - اوںھون نے کوئی جدید مذہبی طریقہ نہین سکھلایا
بلکہ اوسی ایک ابدی حقیقت کی تجدید کے متلاشی ہوتے جو ازل سے انسان
کے واسطے محفوظ تھی اور تاقیام دنیا باقی رہے گی اونکے اور حضرت مسیحؑ کے
دعوی مین کچھ کمی وبیشی نہین تھی اور نہ حضرت مسیحؑ نے کبھی خدا اور خدا کا بیٹا ہونیکا
اون معنون مین دعوی کیا جیسا کہ بعض گمراہ لوگ یقین کرتے ہین -

سنٹ جان[۱] کی انجیل کے باب ہشتم اور آیت پنجاہ وہشتم مین یہ ایک مندرجہ ذیل

---

[۱] اکسفورڈ یونیورسٹی مین تعلیم حاصل کی ۱۸۷۱ء مین پارلیمنٹ مین داخل ہوا اور ہاؤس آف لارڈس کا
ممبر ہوگیا ۱۸۸۲ء مین جنگی سکرٹری مقرر ہوا لیکن ۱۸۸۶ء مین اس سے مستعفی ہوگیا اور ۱۸۹۲ء مین سکرٹری دول

بیان ہی جو حضرت مسیحؑ کی جانب منسوب کیا جاتا ہی جس سے ناظرین انجیل اور مفسرین بہت پریشان ہوتے ہین۔ لیکن جن امور کا حضرت مسیح نے دعوی کیا اُن سب مین یہ بیان صریح اور واضح ہی اگر اصلی یونانی زبان سے اُسکا صحیح ترجمہ کیا جاتے۔ "مسیحؑ نے اونسے کہا۔ فی الحقیقت۔ فی الحقیقت مین تمسے کہتا ہون۔ پہلے ابراہیم تھا۔ مین ہون" اس آیت کی یہ عبارت قاعدہ نحوی کے رُو سے بالکل مہمل اور بےمعنی ہی اسکا ٹھیک ترجمہ یہ ہے۔

"فی الحقیقت۔ فی الحقیقت مین تمسے کہتا ہون مین ویسا ہی ہون جیسے میرے پیشتر ابراہیمؑ تھے" اسکا یہ مطلب ہی کہ مین بھی مثل ابراہیمؑ کے الہامی پیغمبر ہون حضرت مسیحؑ نے اس کو تسلیم کیا ہی کہ اونکے قبل پیغمبران برحق گزر چکے ہین بعض اسلامی فضلا کا اصرار ہی اور اونکے دلائل و براہین ناقابل لحاظ نہین ہین کہ حضرت مسیحؑ نے بتصریح محمدؐ صاحب کے آمد کی پیشین گوئی اس بیان کے ساتھ

خارجہ ہوا شاہزادی اینی کی وفات کے بعد بوجہ مخالفت کے اسکو فرانس بھاگ جانا پڑا۔ جارج اول کے عہد مین اسکو لندن آنیکی اجازت ملی لیکن چونکہ اُس زمانہ مین سر رابرٹ والپول وزیر تھا اس نے ہاوس آف لارڈس مین اس کو نہین داخل ہونے دیا۔ یہ بات سنٹ جان کو بہت شاق گذری اور اُس نے وزیر کی مخالفت مین صدہا مضامین لکھے حتی کہ اوسکی وزارت کو شکست کردیا ۱۷۳۵ع وہ دوبارہ فرانس گیا اور اپنے باپ کی موت کے بعد موروثی جائداد پر قابض ہوا اپنی زندگی بقیہ حصہ اس نے یہین صرف کیا۔ علم تاریخ و فلسفہ والٰہیات کے متعلق آخر زندگی تک لکھا کیا۔ پیدائش ۱۶۷۸ع موت ۱۷۵۱ع۔ (من مترجم)

کی کہ آخر الذکر اونکے مقلدین کو صراط مستقیم کی جانب رہنما کرینگے۔
مین آپ لوگون کو یقین دلاتا ہون کہ عربی پیغمبر نے کبھی ایسی تعلیم نہین دی جو
حضرت مسیح کی اصلی ہدایات سے مختلف ہوتی ہو بلکہ برخلاف اس کے اگر دقیق نظر
سے مذہب اسلام کے سچے معتقدین اور حضرت مسیحؑ کے حوارین سے جنکو اونھون نے
تعلیم کیا مقابلہ کیا جاوے تو اس امر کے واضح ہونے مین ہرگز ناکامی نہوگی کہ
دونون فریق اپنے اغراض و مقاصد مین مطابق ہین۔ محمدؐ صاحب نے اکثر
ناصرہ کی جانب حوالہ دیکر ان الفاظ کا استعمال کیا کہ "ابن مریم الہامی پیغمبر تھے
اور خدا کی طرف سے یہودیون کی ہدایت کے واسطے بھیجے گئے تھے" حضرت
مسیحؑ سے اونکو محبت تھی اور اونکے دل مین اونکا نہایت اعزاز و احترام تھا لیکن
بیہودہ اصول مذہب۔ غلط توہمات اور سست اعتقادی سے جسکا غلطی سے
مسیحی طریقہ نام رکھ لیا تھا اونکو سخت نفرت تھی۔ اونھون نے بتلایا تھا کہ تکملۂ
انسانیت کے واسطے بعض زمانون مین نبی پیدا ہوئے تاکہ خلق اللہ کو اونکے
بدعتی عقائد کی خراب حالت۔ طمع و خودغرضی و ہوا و ہوس کی گرفتاری سے
رہائی دیکر سچی راہ کی جانب ہدایت کرین جہان سے وہ خواہشات نفسانی کے
شوق مین آوارہ ہوئے تھے۔ اور بتلائین کہ انسانیت کے درجات عالی اور

روحانی تکملہ کے حصول کا یہی ربانی طریقہ ہے اونھون نے بیان کیا کہ مین ختم المرسلین ہون اور مین کوئی طریقہ اپنے متقدمین کی ہدایات سے مختلف نہین سکھلاتا بلکہ میرا مقصود ہی کہ اوسی ایک افضل و اعلیٰ حقیقت کو از سرِ نو قایم کرکے اپنے عربی بھائیون کے دلنشین کردون - اس ادعا کا اثبات وجواز اوسپر روشن ہی جس کو اسلامی فلسفہ کا کچھ علم ہی-

تیسرا باب

عمل ارکان خمسہ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۔ (سورہ اخلاص پارہ عم ۳۰)

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ (سورۂ نور (۲۴) پارہ قد افلح المومنون (۱۸))

بجز دوسرے طریقے کے جو اسلامی پیغمبر نے تعلیم کیا علم بشری مین کوئی ایسا مذہبی طریقہ نہین ہی جسکی نسبت صدہا سال تک عیسائیون سے ایسی فاش غلط فہمی اور سراسر غلط بیانی ہوئی ہو- کرہ ارضی کی انگریزی بولنے والی قوم کو اس مذہب سے ایسا سخت تعصب ہی کہ وہ اس تحریک کو بھی ایک معمولی حقارت آمیز خندہ زنی

محمول کر دیتے ہین اگر اون سے کہا جاے کہ "ممکن ہی یہ مذہب حق ہو یا کم سے کم نظر تعمق کے ساتھ اور غیر متعصبانہ طور پر قابل تحقیق ہی" گویا صریحًا یہ ایسی مہمل بات ہی کہ سنجیدگی سے اسپر غور بھی نہین کرنا چاہیئے - یہی سخت و نامعقول تعصب باشندگان یورپ و امریکہ کو جو مشرق کی سیاحت کرتے ہین مسلمانون کی تمدنی حالت و مذہبی زندگی اور اسلامی سچّے عقائد کے صحیح معلومات کے حصول سے باز رکھتا ہی - یہی خود بینی اور فضیلت کا غرور جسکو وہ معمولًا اپنے ساتھ لے جاتے ہین اعلیٰ ترین و تعلیم یافتہ طبقہ کے مسلمانون کو اونکی مجالست سے پسپا کر دیتا ہی اور جو کچھ ادنیٰ طبقہ سے حاصل کیا جاتا ہی وہ کسی معنی مین قابل اعتبار نہین ہوتا - اور یہ اسی طبقہ کی معلومات ہے جس کے بھروسے پر مسلمانون کی تمدنی حالت و عقائد پر رسالون مین مضامین اور کتابین لکھنے کا جوش پیدا ہوتا ہی اور وہ تصنیفات یورپ و امریکہ مین شائع ہوتی ہین -

جس زمانہ مین اسلامی اسپین[1] اعلیٰ درجہ کی تہذیب و شایستگی کا مرکز علم و دولت کا مسکن - اور سرچشمہ علوم و فنون ہو رہا تھا عیسائی یورپ نجاست کے دلدل مین پھنسا ہوا تھا ذلت و جہالت مین مبتلا ہو کر اسلام کے متعلق کذب آمیز اختراعات کرتا تھا

---

[1] یہ ملک یورپ کے جنوب مغرب مین واقع ہی - بحر اطلانک و بحر میڈیٹرنین و پرتگال و فرانس سے محدود ہی - اسکا رقبہ ۱۸۲۷۵۰ میل مربع ہی - مردم شماری ۱۶۹۵۸۱۷۸ ہے - (من مترجم)

اور اُن لوگون سے بغض و حسد تھا جو ہر بات مین اونسے بدرجہا افضل تھے۔
یہ عداوت نسلاً بعد نسلاً وراثتاً پہونچی ہی اور اسکا اثر عیسائی مصنفین کی تصنیفات موجودہ
مین جو اونھون نے محمدؐ صاحب اور اسلام کے متعلق لکھی ہین واضح طور پر موجود ہے
جس عیسائی مصنّف نے اسلامی پیغمبر کے چال چلن اور اونکی ہدایات کے متعلق ہو قیمتی
سے کوی بیان لکھا ہی اوسنے بھی اپنے جذبات کا استنباط اوسی قدیم عیسائی منبع
سے کیا ہی اور صدہا سال پیشتر کے غلط خیالات اور کذب کے استقرار مین بہت
کچھ اضافہ کر دیا لیکن جب جان ڈیون پورٹ اور گاڈفری ہگنس سا کوی آدمی ہو
کہ وہ جھوٹی تاریخ کے کوڑے کرکٹ کو صاف کرکے سچائی کے بعض حصّون کو روشنی
مین لاکر دکھلائی جس سے انگریزی بولنے والی دنیا کو دائمی حقیقت کی جھلک نظر آئی
جو لکھو کھا بنی آدم کے دونیم حکومت کر رہی ہی۔
قبل اس کے کہ مین اسلامی طریقہ کا تفصیلی بیان قلمبند کرون مجھے یہ لکھنا کہ
مشرقی مسلمانون سے جہانتک مین نے تحقیق کی اور جو تجربہ حاصل کیا اُس سے
مجھکو صداقت کے ساتھ اعتقاد ہوگیا کہ اگر انسان کے واسطے روحانی ترتیب کا کوی مکمل
طریقہ ہے تو بھی ایک جو نوع انسان کے ہر طبقہ پر منطبق ہو سکتا ہی۔ اسکی بنیاد
اوسی ازلی حقیقت پر ہی جو ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ تک بذریعہ منتخب رسولان

منجانب اللہ کے انسان کو حوالہ کیا گیا یعنی حضرت عیسیٰ سے لیکر محمد صاحب تک ہی ایک طریقہ ہی جو روح کی اس خواہش کو پورا کر سکتا ہی کہ اس کو اعلیٰ ترین ہستی نصیب ہو انسانی علم مین بھی ایک طریقہ ہے جو ہو بہو دلیل و حکمت کے مطابق ہی یہ ذلیل اوہام سے مبرّا ہی اور اسکا استغاثہ براہ راست انسانی عقل و فہم کی جانب رجوع ہوتا ہی یہ ہر شخص کو بالانفراد اپنے افعال و خیالات کا جوابدہ ٹھہراتا ہی اور قایم مقام کفارہ کی تعلیم سے ارتکاب معاصی کی جرات نہین دلاتا۔ یہ دینی مطالب مین ممتاز و مرتفع ہی اور انسانیت کے اعلیٰ ترین و ذی عظمت اجزا سے مشتمل ہے اگر عقل و فراست اور راستبازی سے اسپر عملدرآمد کیا جاسے۔

مجھے معلوم ہی کہ میرے اس بیان سے بعض عیسائی جو وسیع الخیال ہین اس کتاب کے مطالعہ کی جانب راغب ہونگے اور بہ تبسم سوال کرینگے کہ ہر طبقہ کے مشرقی مسلمانون سے اسقدر وسیع ربط و ضبط کے بعد اسلامی تاثیرات کے ارتفاع و امتیاز کی کوئی بعینہ شہادت مجھے ملی۔ البتہ عقلمند عیسائی اس سوال کے استفسار سے باز رہیگا لیکن ظن غالب ہی کہ عقل سے معذور گرجا والا ہولناک مسئلہ تعدد ازدواج کے متعلق کماحقہ مباحثہ کے بعد یہ سوال کریگا۔ کیونکہ عیسائی تقریباً عام طور پر مسلمانون کے مذہب کے متعلق اس مضمون کو اوّل اور نہایت اہم سمجھتے ہین۔

اگر ہم کسی مذہبی طریقے پر بلحاظ پیروان مذہب کی اخلاقی وتمدنی حالت کے غور کرین تو مسیحی طریقہ اس درجہ قابلِ الزام ٹھہریگا کہ فوراً نظر انداز کر دیا جائیگا۔ اگر کسی مسلمان کا ایک عیسائی سے جو بلحاظ قابلیت وتعلیم واستعداد دنیاوی باہم متساوی ہون مقابلہ کیا جائے تو مجھے یقین ہی کہ وہ مسلمان بہ نسبت عیسائی کے اخلاقی وروحانی ادراک کے متعلق عمدگی وپاکیزگی کے ساتھ خیالات ظاہر کریگا۔ اگر مین کبھی اپنی زندگی مین نہایت مبتذل اور سست عقیدہ لوگون سے ملا ہون تو وہ لوگ ہین جو اپنے کو عیسائی کہتے ہین۔ وہ ہرگز عیسائی نہین ہین اور نہ یسوع ناصری کی اصلی ہدایات سے اونھین کچھ تعلق ہی لیکن وہ اعتقاد رکھتے ہین یا اعتقاد کا دعویٰ رکھتے ہین کہ اصول مذہب مسیحی کے پابند ہین ہر مسلمان جانتا ہی کہ سچے مسلمان ہونے مین صرف چند الفاظ یا فقرات کا طوطے کی طرح رٹ لینا کافی نہین ہی بلکہ اس کے واسطے کسیقدر اور بھی احتیاج ہی۔ کیونکہ اگر کوئی شخص کہے کہ مین مسلمان ہون تو اس سے یہ نتیجہ نہین نکل سکتا کہ وہ پیغمبر صاحب کی ہدایات کو سمجھتا بھی ہی اور جب یہ بات حاصل نہین ہی تو وہ شخص اسلامی اغراض ونتائج کی تمثیل مین بطور مناسب نہین تسلیم کیا جا سکتا۔ کسی مذہبی طریقے پر اوس کے ظاہری مقلدین کے افعال واقوال کی مناسبت سے عمدگی

کے ساتھ فیصلہ نہین ہوسکتا بلکہ صرف وہ ابتدائی تعلیمات اور مسائل جو بتدریج
و تکمیل معین ہوچکے ہین اوسکی نسبت راے قایم کرنے مین ہماری رہنمائی کرتے ہین
مجھے اس موقع پر ناظرین رسالہ کو یقین دلانا چاہیے کہ اسلامی طریقے مین کوئی بات ایسی
نہین ہی جو بدکرداری۔ ناپاک خیالات۔ اخلاقی تنزلی وسواس یا تعصّب کی جانب
مائل کردے۔ بلکہ برعکس اسکے یہ اُس جانب راغب کرتا ہی جو انسانی چال وچلن کیواسطے
ایک اعلیٰ ترین و شستہ طریقہ ہی اور اگر ہم کسی مسلمان کو دیکھین کہ وہ اپنی عادات مین ناپاک
یعنی کاذب۔ بیرحم۔ ناشکیب۔ بے امتیاز اور متعصّب ہی تو ہم کو فوراً یہ نتیجہ نکالنا چاہیے
کہ وہ اسلام کا سچّا پیرو نہین ہی اور حقیقت مذہب کے حصُول سے جسکا وہ دعوی کرتا ہی
بالکل بے بہرہ ہے۔

اب ہمکو مذہب کے ظاہری اُصول اور نمایان ڈھانچے کی طرف غور کرنا چاہیے
یعنی خدا کی وحدانیت۔ طہارت۔ نماز روزہ حج۔ زکوۃ۔ یہی اُصول مذہبی عمارت
کی بنیاد کہے جاتے ہین اور مین یقین کرتا ہون کہ انھین کا سمجھ لینا ایک ذہین
آدمی کے واسطے کافی ہی۔

اسلام کے لفظی معنی تسلیم و رضا کے ہین اور اسلامی عبادت گویا تمنا ہی اوس
روحانی رفعت کی جو ہر شخص کے پاس اور ہر شخص کے دل مین ہی۔ انجیل ہم کو یہ

سکھلاتی ہی" کہ آسمانی بادشاہت ہمارے دل مین ہی" اور قرآن ہمکو یہ تعلیم کرتا ہے۔ "ونحن اقرب الیہ من حبل الورید" لفظ اسلام کے جس سے ہر مسلمان اپنے مذہب کی شناخت کراتا ہی یہ معنی ہین کہ نیک و پاکیزہ و عبادت کے قابل اور معبود حقیقی کے ساتھ راضی برضا ہی۔

مسئلہ توحید کی صداقت قدرت کی جملہ موجودات سے ظاہر ہی اور جہانتک حیطہ علم انسانی مین ہی ہر ربانی مذہب نے اس کو توضیح و تصحیح کے ساتھ تعلیم کیا ہے۔ عیسوی تاریخ بھی اس واقعہ سے مشتمل ہی کہ حضرت مسیح کی موت کے ۳۰۰ برس بعد مسئلہ تثلیث بشپ اینٹک نے اختراع کیا اور خود حضرت مسیح نے نہ تو کبھی یہ تعلیم کیا اور نہ اوس کے متعلق کبھی سُنا۔ بُت پرستی اور تعدد خدا ان لوگون کی ایجاد ہی جو گمراہ ہین۔ کسی سچے الہامی ہدایت کنندہ نے یہ اصول کبھی تعلیم نہین کئے۔ رُوحانی علم بلا کسی شبہ کے خدا کی وحدانیت پر دلالت کرتا ہی اور اس مسئلہ کے حق ہونے کی شہادتین ہم کو اپنی زندگی کے روزانہ کاروبار مین مبارکباد دیتی ہین یہ شہادتین اوس شخص کے دلنشین ہوسکتی ہین جو تعصب سے علیحدہ ہوکر انپر غور کرے۔

اگر کوئی شخص محمد صاحب کی تعلیمات کا تجزیہ کرے تو اوسے معلوم ہوجائیگا کہ وہ اخلاقی ہیئت مین موسیٰ۔ ابراہیم۔ عیسیٰ و دیگر پیغمبران برحق کی اخلاقی تعلیمات کے

بالکل مطابق ہین - جو طریقہ اونھون نے جاری کیا وہ نفس الامر مین بالکل اوس سے مخالف تھا جو سابق ہین دنیا کو عطا کیا گیا - کیونکہ اونکی یہ رسالت تھی کہ وہ ایک ایسا تمام کمال مجموعہ پیش کرین جسکا عام طور پر یہ مقصد ہو کہ وہ اُن بدعتون اور غلطیون کی صحت و بیخ کنی کرے جو پیغمبران ماسلف کے تعلیم کردہ اصول مذہب مین واقع ہوگئی تھین - اونکا صریح مقصود نوع انسان کو بُت پرستی سے باز رکھنا اور قواعد و قوانین کا ایک ایسا سلسلہ قایم کرنا تھا جسپر راستبازی و ادراک کے ساتھ عملدرآمد کرنے سے انسان کو تقرب بارتعالے حاصل ہو جاتے اور باطنی پاکیزگی و شُستگی کے ساتھ تصفیہ ظاہری بھی معہ دیگر خوبیون کے میسر ہو - اونھون نے کامل طور سے تبلیغ رسالت کی اور اُسوقت تک نہین طلب کئے گئے جب تک اونھون نے یہ نہین دیکھ لیا کہ اسلامی طریقہ اونکے مقلدین کے دل و دماغ مین بالاستحکام جاگزین ہو چکا ہے -

البتہ سردست ہم اسلامی طریقے کو صرف اوسکی ظاہری و مروجہ ہیئت کے مطابق قیاس کرسکتے ہین لیکن جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اگر اسکی اندرونی حالت تعمق سے دیکھی جاوے تو بہ نسبت نظر اول کے زیادہ فلسفیانہ معلوم ہوگی - اور اگر صرف اوسکی بیرونی حالت کا ملاحظہ کیا جاوے تو اوس کی افضل ترین خوبی اس سے ظاہر ہے کہ نوع انسان کے جمیع طبقات یعنی ایک ادنی قلی سے لیکر اعلی درجہ کے صاحبان غور

اور ماہران علوم کی روحانی ضروریات کے تمامتر مطابق ہے۔ قوت مدرکہ یا وقوف عامہ سے اس کو کوئی انحراف نہین ہے اور نہ کسی درجہ مین عدل و رحم کی فطرتی تحریک کے یہ مخالف ہے۔ اس کو ان امور کے اعتقاد کی احتیاج نہین ہے جو من قبیل فوق العادت ہین اور نہ باطل اوہام و غیر ممکن اصول کی قبولیت کی ضرورت ہے۔ خیالات اقوال و افعال کی پاکیزگی صفاے ظاہری و باطنی۔ خلوص کے ساتھ مستحکم و غیر متزلزل رجحان باریتعالی کی جانب۔ بےغرضی سے برادرانہ محبت۔ یہ خاص اغراض تلاش کردہ ہین اور یہ مطالب ایسے مکمل ہین جنکا ذہن نشین کرلینا ہر شخص کے امکان مین ہے۔

پیغمبر صاحب نے شد و مد کے ساتھ بیان کیا کہ نماز مذہب کی بنیاد ہے اور اونھون نے اپنے طریق مذہب کے دیگر ارکان کی بہ نسبت اسپر بہت زیادہ زور دیا تاکہ نماز کی وقعت و عظمت زیادہ تر توضیح سے ظاہر ہو و نیز دیگر ارکان کی تعمیل منضبط رہے۔ وضو کا حکم دیا گیا۔ یہ اونکا ہین ارادہ تھا کہ وہ طہارت کا خیال ایک موثر اور مستقل طریقے کے ساتھ اپنے مقلدین کے دلنشین کردین۔ طہارت کے قاعدہ مین مثل دیگر قواعد کے ہم بلا تامل دیکھتے ہین کہ اونھون نے نفاذ عادت کو سمجھا اور پسند کیا کوئی مسلمان جو روزانہ اوقات معینہ کا نماز گذار ہے کبھی نماز کا قصد بلا خیال وضو نہ کریگا اور اسطرح کم سے کم دن مین پانچ مرتبہ اوس کو ہاتھ منھ پاؤن صاف کرنے

پڑہتے ہین۔ اور بار ہنانے کے حکم طلب کے لبیک کہنے ہین درجہ آخر تک وہ ظاہر رہتا ہی اور یہ اوسط بنسبت کسی دوسرے مذہب کے بہت زیادہ ہے اس طرح سے اون کو جسمانی صفائی کی ایسی عادت ہو جاتی ہی کہ وہ اس سے کسیطرح بلا انحراف مذہب منحرف نہین ہوسکتا! اس مضمون کے متعلق جتنی شہادتین موجود ہین اون سے ظاہر ہوتا ہی کہ پیغمبر صاحب کا یہی مقصد تہین تہا کہ صرف موںہ اور ہاتھ پاوٴن خوب صاف کئے جاوین بلکہ جسم کے کل حصے اور لباس طاہر ہونے چاہئین جبکہ منھ کعبہ کی طرف کیا جاتے اور دل خدا کی جانب۔

کوئی ذی فہم طبیب اس سے انکار نہین کریگا کہ جسمانی صفائی۔ عادات معینہ اور غذائے سادہ معین صحت جسمانی نہین ہین روحانی فلسفی کا اصرار ہی کہ تاخیر اوقات غیر معین عادات۔ مختلف اقسام کی اوباشی عیش وعشرت ان مین منہمک ہونا جسمانی صحت کے واسطے بھی اوسی طرح مضر ہی جسطرح اخلاقی صحت کے لئے۔

اسلامی طریقے مین اوقات عبادت ناقابل تنسیخ طور پر معین کئے گئے ہین۔ نماز اول اوس وقت مین ادا کرنی چاہئی جبکہ آفتاب کی پہلی کرن افق مشرق کو منور کرے طلوع آفتاب کے بعد تا وقت ظہر نماز نہین پڑھنی چاہئی۔ پس پکے مسلمانون کو قبل طلوع آفتاب بیدار ہونا چاہئی۔ نماز دوم بارہ ۱۲ و دو ۲ کے درمیان ہونی چاہئی۔

سوم چار پانچ کے مابین - چہارم ٹھیک جسوقت کہ آفتاب کی روشنی مغرب مین زائل
ہو جائے - پنجم بوقت عشاء - نماز بوقت نصف شب نہایت مستحسن سمجھی گئی ہے لیکن یہ
واجب نہین ہے - نماز پنجگانہ کے قبل نماز گزار کو آیت قرآنی مندرجہ ذیل کے مطابق
عمل کرنا چاہیے "فغسلو وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحو برؤسکم وارجلکم الی
الکعبین -" اس مکمل طریق عبادت سے یہ منشا ظاہر ہوتا ہے کہ صفائی اور خوش
اسلوبی کی عادت ہوجائے جس کے اخلاقی نتائج کی بابت کچھ کہنے کی ضرورت
نہین ہے - انسان عادت کا محکوم ہوتا ہے اور مثلاً جب کبھی وہ کسی خندق مین
گر جاتا ہے تو بلا کسی غیر معمولی کوشش کے اس سے باہر نکلنا بہت مشکل ہوتا ہے
تاوقتیکہ وہ اس چیز کا تعاقب نکرے جو زمین سے کسیقدر قریب ہے - پس اگر کسی شخص
کا روزانہ نماز پنجگانہ کا معمول ہوگا تو یہ عادت تادم مرگ اس سے ملحق رہے گی
اور جسقدر مذہب کے اصول مبادی کا علم ترقی پذیر ہوگا اوسیقدر اوس کی
عادت مین شوق و مستعدی کے ساتھ ترقی ہوگی -

اسلامی طریقہ کی دیگر دانشمندانہ تجاویز مین سے ایک قاعدہ نماز جماعت کی
متعلق ہے ہر مسلمان کو یہ تعلیم دیجاتی ہے کہ حتی الامکان جماعت کے ساتھ نماز پڑھی
س قاعدہ کی بابت بہت سے معقول و کافی دلائل موجود ہین جنپر بعنوان فلسفہ اسلامی

بحث ہو سکتی ہے۔ لیکن سر دست ہم انکے ظاہری منظر پر نگاہ کرتے ہین۔ اوّل تو
اس سے یہ مراد ہے کہ قومی تفرقہ معدوم ہو جاتے آقا و ملازم ایک عام سطح پر خدا کے
روبرو حاضر ہون جسکے نزدیک کل انسان مساوی ہین اور امیر و غریب سوداگر و
دوکاندار۔ اہل حرفہ وغیرہ بھائیونکی طرح مسجد مین نماز کے وقت پہلو بہ پہلو کھڑے
ہون اور جب کبھی کوئی گروہ مسلمانون کا وقت مذکورہ پر وارد ہو تو اونمین سے
ہر شخص کو لازم ہے کہ اپنے ذاتی اعزاز کو علیحدہ کر کے جماعت کے ساتھ نماز پڑھے۔
یہ بھی ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اگر وہ کہین پر وارد ہو اور نماز کا وقت ہو جاتے تو اوسکو
نماز ادا کرنی چاہیے اور اگر جگہ مناسب نہو تو اُس سے بہتر موقع تلاش کرنا چاہیے
نماز کے متعلق جتنے قواعد ہین اونکا حقیقتاً یہی منشا ہے کہ معاملات مین ایمانداری و
راستی کا برتاؤ کیا جاتے۔ مذہب کی جانب بدرجہ اتم انہماک ہو اور ایک برحق خدا
کی پرستش کیجاتے۔ یہ عام طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ وہ شخص اپنے کو مسلمان کہہ
سکتا ہے جو خدا کی وحدانیت اور پیغمبر صاحب پر نزول وحی کا اعتقاد بیان کرے لیکن
وہ شخص اسلام کا سچا مقلد ہرگز اوس وقت تک نہین ہو سکتا جب تک کہ وہ رجوع قلب سے
نماز نہ پڑھے اور اُس کی نماز کا یہ مقصد ہونا چاہیے کہ اوس کی رُوح کو تقرّب خدا
حاصل ہو۔

قرآن کا حکم ہی یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ یہ ایک قانون مقررہ ہی اور کرّہ ارض کے ہر طبقے مسلمانان میں کم و بیش اخلاص کے ساتھ سالانہ ماہ رمضان مین اسکی تعمیل کیجاتی ہی مسلمانون کے سال کا نوان مہینا رمضان ہی اور قبل از طلوع بیاض سحری تا غروب آفتاب روزانہ روزہ رکھا جاتا ہی۔ یہ مہینا رمضان دو وجہون سے کہا جاتا ہی یا تو یہ کہ گرم موسم مین واقع ہوتا تھا یا یہ کہ مہینے بھر کا روزہ آدمیون کے گناہون کو جلا دیتا ہی ہمیشہ سے ہر مذہبی طریقہ کا ایک جزو روزہ ہی کیونکہ وجوہ کو اوس کے بانیان طریقہ ہی خوب جانتے ہین اور وہ لوگ جنھون نے حیات کے افشاے راز مین فکر وسعی کی ہی تاریخی سلسلے کے وقت سے لیکر پیغمبر صاحب کے زمانہ تک یہ امر معلوم ہوتا ہی کہ جتنے الہامی ہادی مذہب گذرے اُن سب لوگون نے اپنے مقلدین کو تعلیم روزہ داری کی۔ اور جن لوگون نے دنیا کے کسی حصّے مین روحانی رفعت حاصل کرلی اونھون نے بھی اس کی تعمیل پر اصرار کیا۔ پس اس سے یہ نتیجہ مستخرج کرلینا مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اس کے متعلق کوئی مستحکم سبب ہی۔ یہ ایک مسلم الثبوت مسئلہ ہی کہ جسقدر جسمانی طاقت و توانائی مین ضعف ہوتا جائیگا اوسیقدر روحانی قوت مین تیزی و زیادتی ہوجائیگی جس وقت مین کہ ہمارا معدہ خالی ہوتا ہی۔ ہم نہایت سہولت سے غور کرسکتے ہین اور

اپنے خیالات کو بآسانی قابو مین رکھ سکتے ہین بمقابلہ اُس حالت کے جبکہ ہم خوب شکم سیر ہوتے ہین۔

جس علم مین کہ رُوح وجسم ایک شئے یعنی مادی ہے اوس کے جملہ انکشافات کے لحاظ سے بہ خوبی ظاہر ہوتا ہے کہ روزہ رکھنے مین کوئی نکوی عمدگی ہے اور یہ ایک مہمل طریقہ لغو توہم یا صرف طریق انضباط نہین ہے۔ اسکا اصلی مقصد رُوح کو دنیاوی خیالات وخواہشات کے بوجھ سے سبکدوش کرنا ہے اور رُوحانی حقیقت کے استقبال کے واسطے مستعد رہتا ہے۔ یا یُون کہنا چاہیے کہ یہ ایک تزکیہ وتصفیہ رُوح ہے تاکہ اوس کو اُس اعلیٰ ترین رُوح کی حضوری کی قابلیت ہوجائے جو ہر شخص کے رگِ گلو سے قریب تر ہے۔

لیکن اسوقت ہم کو صرف صوم کے ترتیبی نتایج سے سروکار ہے جو اُن روزہ دارون کے واسطے غایت درجہ مین فائدہ بخش ہین جو اس فرض کو بہ خلوص واحترام ادا کرتی ہین۔ اور اگر عادتاً بھی بلا کسی خیال علوی مقاصد کے اسپر عملدر کیا جائے تو ایک مسلمان رُوحانی تکمیل کی راہ سے کسیقدر فاصلہ پر جا رہتا ہے جہان وہ اُس حالت مین نہین پہنچ سکتا تھا جبکہ وہ روزہ داری کی کوشش نکرتا۔ البتہ روزہ دار مین جسقدر صدق وخلوص زیادہ ہوگا اوسیقدر مدارج بلند ہونگے اور عاقبت مین اجر عظیم حاصل ہوگا۔

اسکا ہر شخص مجاز ہی کہ وہ اپنے واسطے جو طریقہ مناسب سمجھے اختیار کرے لیکن یہ معلوم رہنا چاہیئے کہ مذہبی قانون روزہ داری کا حکم دیتا ہی۔ خدا کی اطاعت صلہ کے لایق ہے لیکن خلوص و شادمانی کے ساتھ بدرجہا زیادہ مستحسن ہی بہ نسبت اس کے کہ بددلی اور بے پروائی سے بجاآوری ہو۔

جسطرح ہفتہ مین ایک دن اور دن مین پانچ مرتبہ خدا کی جانب رجوع ہونا پڑتا ہی اوسی طرح سال مین ایک مہینا روزہ کے سبب سے خدا کی نذر کیا جاتا ہی۔ اس مہینے مین ہر مسلمان کو یہی لازم نہین ہی کہ طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک صرف خور و نوش سے باز رہی بلکہ روزہ باطل ہو جاتا ہی اگر اس مابین مین غصّہ کیا جاتے۔ خواہش نفسانی ظاہر ہو یا غیبت و دروغگوئی کیجاتے۔ کمینہ خواہشات کو ضبط کرنا بھی اوسی درجہ مین روزہ کا جزو ہے جس طرح آب و طعام سے پرہیز کرنا ہی۔ پس کیا کیسی شخص کے واسطے ممکن ہی کہ وہ سال مین ایک مہینے تک نیک خصلت رہی بغیر اس کے کہ اوس نے اپنی مجموعی حالت بقیہ گیارہ مہینون مین کسی حد تک فائدہ بخش رکھی ہو۔

روزہ کا خاص مقصد علاوہ کمینہ خواہشات نفسانی کی عارضی ترتیب کے زیادہ تر مرتفع ہی۔ یہ ایک معقول تجویز ہے اگر صدق و عرفان اور عبادت گزاری کے طریقے سے اسپر عمل کیا جاتے تو لامحالہ یہ انسانی روح و ذات باری کے درمیان ایک قریبی تعلق

جسکی بابت قرآن مجید کہتا ہی کہ وہ رگ گلو سے قریب تر ہی۔

اب اگر یہ صحیح ہی کہ روزہ نماز با استغراق کا اثر و مقصد فوراً ظاہر ہوتا ہی تو آب و طعام کا احتراز روحانی قوت کو حیوانی خواہشات پر غالب کر دیتا ہی اور روح بالارادہ خدا کی جانب پیش و حاضر کیجاتی ہی۔

صریحی پیغمبر صاحب کا یہ قصد تھا کہ وہ اپنے مقلدین کو مثل طہارت و نماز کے حصول عادت صوم کی بھی ترغیب دین تاکہ یہی عادات اونکی اولاد مین نسلاً بعد نسلاً قایم رہین اور اس طریقہ کے مطابق جملہ نوع انسان راہ راست اختیار کرین - بارہ سو برس گزر چکے ہین لیکن ماہ رمضان کا انتظار کیا جاتا ہی اور دُنیا کے جملہ فرقہ مسلمانان مین اسکا احترام کیا جاتا ہی- کیونکہ اُن لوگون نے روزہ داری کی عادت حاصل کرلی ہی اور وہ اونسے ملحق ہوکر اس درجہ مین مفید ہی کہ اونکے دائرہ خیال سے بھی باہر ہے۔

جس شخص نے دقیق اور غیر متعصبانہ نگاہ سے اسلامی طریقہ کو جانچا ہی وہ کہہ سکتا ہی کہ کس معقولیت اور دانائی سے اسکی ترتیب کی گئی ہی اور کسقدر وسیع و پُر اثر نتائج حاصل ہوسکتے ہین اگر صدق و عرفان سے اسپر عمل کیا جاتے - ہم سب عادت کی قوت سے آگاہ ہین خواہ وہ مستحسن ہو یا قبیح اور گناہ و برائی مین مبتلا ہوجانا کسقدر آسان ہی اس نسل مین بہ نسبت صالح ہونے کے بدکار رہنا بہت سہل و آسان معلوم ہوتا ہی۔

اسلامی اعمال کا تیسرا رکن زکوٰۃ ہے۔ اسکی بابت کسی تشریح کی چندان ضرورت نہین ہے کیونکہ ہر مذہبی طریقہ کا یہ ایک جزو ہے اور بخشش کرنے والے کے حق مین اوسی مناسبت سے فائدہ بخش ہے جسقدر کہ اُس کو اپنی داد و دہش کے ساتھ بے تعلقی ہے

چوتھا رکن صیغہ اخوت ہے۔ پیغمبر صاحب نے جسوقت سے مدینہ مین سکونت اختیار کی منجملہ دیگر امور کے یہ اونکا پہلا کام تھا کہ اوتھون نے جلسۂ اسلامی اخوت کی ترتیب شروع کی اور اس اخوت مین وہ صادق اور وفادار اشخاص شامل تھے جو اتصال کے ساتھ باہمد گر اوسوقت مین مجتمع تھے جبکہ اسلام کے ابتدائی زمانہ مین وہ لوگ مصائب و تکلیفات کے انبار مین دبے ہوئے تھے اور تیز روی سے ترقی کرنے والے غول کے ساتھ اوسوقت تک شانہ بشانہ ہوکر ثابت قدم رہے جب تک کہ اوتھون نے اپنی مذہبی روشنی سے تمامی مشرق کو معمور نہین کردیا۔ اسلامی طریقے مین صیغہ اخوت ایک نہایت ضروری ترکیب ہے اور پیغمبر صاحب کی تمامی عمر کی تعلیمات مین برادرانہ محبت کا ایک مستحکم خیال موجود ہے اور مثل ایک نقرئی سلسلہ کے میدان طلا مین مسلسل ہے۔

جب تک کہ جوہر اخوت اسلامی طبقہ مین قایم رہا اور برادرانہ محبت و مودت کا شعلہ حامیان مذہب حق کے دلون مین مشتعل رہا اُسوقت تک اسلام نے اپنی اقتدار و حکومت کے سمت الراس مین ناقابل مزاحمت ترقی جاری رکھی۔ لیکن جس وقت سے کہ

نفاق واختلاف نے اپنا ظہور کیا اسلامی بازو کی قوت مین ضعف شروع ہو گیا اور
پیشقدمی کرنے والی قطار نے ان موانع کے شکست کرنے مین اپنے کو تماستر ناقابل پایا
جو اوسکی سدّ راہ ہوئین —

حج پانچوان رکن ہی اور یہ برادرانہ خیال کے نشوونما کی بنیاد ہی۔ موجودہ زمانہ مین
ہر مسلمان سے یہ توقع کیجاتی ہی کہ وہ اپنی زندگی مین کم سے کم ایک مرتبہ سفر مکّہ اختیار کری
پیغمبر صاحب کا صریحی یہ خیال تھا کہ وہ اپنے مقلدین کو ملک کے جملہ اطراف سے سال مین ایک
دفعہ بمقام واحد مجتمع کرین تا کہ وہ لوگ یکجا ہو کر عبادت کرسکین اور اس رفعتِ زندگی مین
باہمدگر تحریک حاصل کرین جو اونھون نے اختیار کرلیا تھا —

ناظرین رسالہ کو ان ارکانِ خمسہ سے یہ نتیجہ نکالنے مین ناکامی نہین ہوسکتی کہ
یہ کیسا سادہ و پُر اثر طریقۂ ظاہری و باطنی ترتیب کا ہی اگر تمام وکمال سمجھ لیا جائے اور صدق
و عرفان سے اسپر عمل کیا جاے۔ اسلامی قوانین جسطرح باعث نشو و نماے طریقۂ ہٰذا ہین اُسی
طرح ان تمدّنی و مقامی حالات کے موجب ہین جو مدت دراز سے مشرقی ممالک مین رائج ہین
اور جن کو مذہب سے کچھ علاقہ نہین ہوسکتا اونکا مختصر بیان آئیندہ قلمبند کیا جائیگا —
ایک دوسرا امر بہت زیادہ قابلِ تعریف اس مذہب کا یہ ہے کہ اس مین کوئی مخصوص طریقہ
رسم امامت کا نہین ہی۔ اسلامی طبقہ کا ہر شخص خدا کے سامنے بالکل مساوی حالت سے کھڑا

ہوتا ہی۔ اُن لوگون مین صرف یہی ظاہری و باطنی پاکیزگی کا فرق ہی جو فطرتی طور پر پیدا ہوتا ہے۔ امام جو مسجد مین پیش نمازی کرتا ہی یا جمعہ کے دن خطبہ پڑھتا ہی ہر شخص ہو سکتا ہے۔ چاہے وہ سوداگر۔ دستکار۔ یا اہل حرفہ کیون نہ ہو۔ البتہ اوس کو اسکا علم ضرور ہونا چاہیے کہ قرآن کیونکر پڑھا جاتا ہی اور دوسرا یہ امر لازم ہی کہ وہ اپنے مذہب کا سچا مقلّد ہو۔ اُس کو کوئی تنخواہ نہین ملتی اور تمدّنی حالت مین اوسکا درجہ کل مقلدین اسلام کے مساوی ہوتا ہی۔ موذن جو نماز پنجگانہ کے واسطے روزانہ اذان کہتا ہی اُس کو اپنے کام کا ایک قلیل معاوضہ ملتا ہی۔ اوس کے فرایض وقت طلب ہین اور معمولاً وہ طبقۂ ادنیٰ سے ہوتا ہے جسکی نسبت یہ ممکن ہی کہ کسی ایسے پیشہ مین مصروف ہو جاتے جس کے سبب سے وہ بہ پابندی روزانہ نماز پنجگانہ مین نہ شریک ہو سکے تاوقتیکہ اوسکی اور اوس کے خاندان کی کفالت کا بندوبست جماعت سے نہ کیا جاے۔ امام اکثر سوداگر یا اہل پیشہ ہوا کرتے ہین جو خود اپنی متکفل ہوتے ہین اور روزانہ اپنے بیش بہا وقت کے حصّہ کو اپنے مذہبی کام مین اس امید سے صرف کرتے ہین کہ اس کا اجر آیندہ زندگی مین ملے گا۔

چوتھا باب

اسلام بہ حیثیت فلسفیانہ

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۝ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ۝ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۝ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۝ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۝ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝ (پارہ ختم سورۃ الشمس ۹۱)

ایک ہی مذہب برحق ہی اور ہوسکتا ہی۔ اگرچہ تمامی مختلف و متعدد طریقے جو معلومات انسانی مین ہین کم و بیش اپنی ایک حقیقت پوشیدہ رکھتے ہین بہ تعمق اور بلاتعصّب نگاہ سے اگر امتحان کیا جاے تو جملہ پیغمبرون کی ہدایات مین ہم کو بے تکلف اس حقیقت کا نشان معلوم ہوسکتا ہی۔ عیسائیون کی کتاب مقدس سے بعد تخرجہ زوائد و تحریفات ہم کو معلوم ہوتا ہی کہ یہ بیّن طور پر یسوع ناصری کا تعلیم کردہ ہی۔ لیکن اونھون نے قبل تکملۂ رسالت انتقال کیا اور اُس طریق عمل کے قایم کرنے مین وہ ناکام رہی جس سی اونکے مقلدین کے دلون مین استحکام کے ساتھ حقیقت کا قیام ہوجاتا۔ یہ صاف ظاہر ہوتا ہی کہ اونکے ساتھ جو بارہ حوارین تھے وہ سب اونکی حقیقت تعلیم کے حصول سے تمامتر قاصر رہے اور حضرت مسیح کے مطالب سے واقف نہ ہوے۔ جو موجودہ طریق مسیحی کہا جاتا ہی

وہ دراصل پال کی تعلیم پر مبنی ہے اور یہ حضرت مسیحؑ کی موت کے تین صدی کے بعد واقع ہوا۔ صرف یہی نہین کہ پال نے یسوع ناصری کو کبھی نہین دیکھا بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کی تعلیمات کی بابت اوس نے ایک سخت مہمل خیال اپنے ذہن مین قایم کرلیا۔

محمدؐ صاحب جو خاتم النبیین اور جملہ انبیاے مرسلین مین جلیل القدر تھے اونھون نے اپنے مقلدین موجودہ کو اس عظیم الشان حقیقت کی صرف اسطرح سے نہین تعلیم دی کہ وہ لوگ ظاہری طور پر سمجھ لیتے بلکہ اونھون نے اصول مرتب کئے اور ایک مکمل و مسلّم طریق عمل اسطرح پر بالاستحکام قایم کردیا تاکہ باشندگان عرب کے دلون مین نقش کالحجر ہوجاے اور ہر زمانہ مین دنیا کی کل اقوام مین نسلاً بعد نسلاً جاری رہے اونھون نے کامل طور پر تبلیغ رسالت کی قبل اس کے کہ خدا نے اونکو اس کے اجر کے واسطے طلب کیا اور اونھون نے گنہگار بندون کے لئے جو حقیقت بطور ملکیت کے چھوڑی وہ اونکے مرتفع و پاکیزہ چال چلن کی ایک عظیم الشان یادگار ہے۔

جب مین فلسفہ اسلام کی جانب رجوع کرتا ہون تو ایک مصنوعی عیسائی نہایت حیرت سے چلّا اوٹھتا ہے "کیا حقیقتاً اسلام کسی ایسے فلسفہ پر مشتمل ہے جسکی طرف اس تعلیم یافتہ زمانہ مین سنجیدگی کے ساتھ توجہ کی جاتے" البتہ جس طرح یہ ایک مذہب ہے

اوسی طرح ایک فلسفہ بھی ہی اور یہ اس قابل ہی کہ ہر شخص اسپر تعمق و سنجیدگی سے توجہ مبذول کرے گو وہ کیسا ہی عمدہ اور اعلیٰ درجہ کا تعلیم یافتہ کیون نہو —

اس مضمون کے اختیار کرنے مین ہمارا فائدہ ہی کہ ہم انسان کی مذہبی تحریک طبعی کی جانب بلاارادہ رجوع ہو جاینگے اور اوس کے ممکن و محتمل سبب کی تحقیق مین کوشش کرینگے ہر زمانہ مین ہر فرد بشر - ہر فریق کے خیالات مذہب اور جداگانہ طریق عبادت کسی خاص قسم کے رہے - اسکی بابت ناممکن نکلنا بہت مشکل ہی کہ آجکل شایستہ مسیحی حکومت کے باہر کوئی گروہ نوع انسان کا دستیاب ہو سکتا ہی جو کسی قسم کا کوئی طریقہ اپنے مذہبی خیالات کے اظہار کے واسطے نرکھتا ہو - بحر پاسفک[1] کے بعض جزایر مین چند اقوام ہین جنکی نسبت جہانتک علم ہو سکا ہی اوس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اونکا کوئی تعلق ایسے لوگون سے نہین ہی جو مذہب کے کسی مروجہ طریقہ کے معتقد ہین - لیکن تاہم اونمین مذہبی رسوم جاری ہین اور اونکا یہ بھی عقیدہ ہی کہ موت کے بعد پھر ایک دوسری ہستی ہوتی ہی اور یہ مسیحی اور اسلام و بدھ مذہب والون کے عقائد سے بہت قریب ہی - جزائر فلیپن[2] کے کوہستانی حصون مین وحشی اقوام ہین جن کو اسپنیرڈ کبھی مغلوب نکر سکے اور جن کو سفید رنگ کے چہرہ والون سے سخت نفرت ہی اور جو سوا اپنے ملک اور اپنے مذہب کے کچھ نہین جانتے

[1] بحر پاسفک ایشیا اور امریکا کے درمیان مین واقع ہی اسکا رقبہ ۸۰۰۰۰۰۰۰ کروڑ میل مربع ہی - یورپ کا رہنے والا بیلبوا نامی اول شخص تھا جس نے ۱۵۱۳ء مین بحر پاسفک کو دیکھا - [2] ایشیائی جزیرونکا مجموعہ - انکی تعداد بارہ سو ہی ۱۲

لیکن اونمین بھی مذہبی طریقے اور مذہبی خیالات اس طرح کے موجود ہین جو اس زمانہ کے سست عقیدہ فرقہ مسیحی سے بہت مشابہ ہین۔

اس مذہبی استعداد کا کیا سبب ہی جسکی نسبت شہادت متصلہ سے ثابت ہوتا ہی کہ یہ مثل کسی دوسری قابلیت کے بالکل براے نام ہی یہ صرف کسی اتفاق یا تعلیم کا نتیجہ نہین ہوسکتا کیونکہ جہانتک تاریخی دسترس ہی جب اُس سے نوع انسان کے اگلے زمانہ کا بخوبی مقابلہ کیا جاتا ہی تو صاف ظاہر ہوتا ہی کہ جہان تعلیم لامعلوم تھی وہان اسکی قوت بہت زیادہ تھی۔ جسطرح یہ انسانی فطرت کا ایک جزو غیر ترتیب و ناشایستہ حالت مین ہی اوسی طرح انسانی فطرت کا جزو اعلیٰ درجہ کی شایستہ اور تربیت یافتہ حالت مین بھی ہی۔

ہم اکثر مذہب و حکمت کے درمیان ناقابل انسداد نزاع سُنتے ہین۔ لیکن اس کے صرف یہی معنی ہوسکتے ہین کہ نزاع درمیان اُس حکمت اور عقائد کے جس مین رُوح وجسم کو ایک شے سمجھتے ہین۔ ان دونون کے مطابق کرنے مین ہمیشہ کُل کوششین تمام تر فضول و بے سُود ہوئین اور ہونگی لیکن سچی حکمت اور حق مذہب کے درمیان کوئی نزاع نہین ہوسکتی۔

قبل اس کے کہ ہم مروجہ عقائد کا تجزیہ کرین یا اسپر غور کرین کہ علم حکمت کیا چاہتا ہے ہم کو اس امر پر نظر کرنی چاہئے کہ علم حکمت کن چیزون سے بے بہرہ ہے۔ ہم درختون کی روئیدگی اور پھولونکی شگفتگی ایک مستقل و غیر متبدل حالت کے ساتھ دیکھتے ہین جنکی

نسبت حکما کا قول ہی کہ یہ اسرار ممتنع الدخل ہین۔ اُن لوگون نے ابتک ہکو بھی
نہین بتلایا کہ حقیقتاً زندگی کیا چیز ہی اور فی الواقع روح کی ہستی ہی یا نہین اور اگر ہی تو
جسم کی موت کے بعد اسکی کیا حالت ہوتی ہی۔ ایک تعلیم یافتہ طبیب انسانی جسم کے ہر رگ
پٹھے ہڈی اور عضو کے نام معہ فعل و مقام بجز طحال کے بتلا سکتا ہی لیکن تاہم وہ اُس
قوت سے بالکل لاعلم ہی جو جسم کو جاندار کرتی ہی۔ سانس لینے ولے آدمی مین نفرت
اور محبت اور کل خواہشات نفسانی اور انسانی میلان خاطر کا مادّہ پیدا کرتی ہی۔ چھری یا
گولی دل و دماغ مین پیوست ہوکر جاندار شکل کو ایک غیر متحرک اور بیجان تودہ کی قطع
مین مبدّل کردیتی ہی جو فوراً متعفّن و فاسد ڈھیر ہوکر ایک جدید زندگی کیڑے کوڑے
کی شکل مین پیدا ہو جاتی ہی۔ کیا کوئی حکیم انسان کو سابق کی طرح زندہ کرکے اُسمین
محبت و نفرت کی قوت پیدا کر سکتا ہی۔ نہین۔ اوس سے کوئی ایسی شی خارج ہوگئی ہی جو
پھر داخل نہین ہوسکتی۔ وہ کیا شی ہی اور کیا ہوگئ۔ حکمت اس جگہ بالکل گنگ ہی۔ کیا
حکمت بتلا سکتی ہی کہ برقی قوت کیا چیز ہی۔ نہین۔ لیکن تاہم علم مغربی اطراف مین اور خاصکر
امریکہ مین ہم لوگون نے اس دقیق مخفی قوت کو حاصل کرلیا ہی اور مختلف طریقون سے یہ
ہمارے مصرف مین ہی۔ ہم اپنے کوچہ و بازار کی گاڑیون مین اس سے کام لیتے ہین
اور گلیون و مکانات مین اس کے ذریعہ سے روشنی پھیلاتے ہین۔ ہم اس کے ذریعہ سے

انسانی آواز صدہا میل تک لے جاتے ہین بلکہ تحریری مراسلات ہزارون میل تک
اور یہ کیا ہی حکمت بالکل لاعلم ہی حکمت سے ایک معقول صحت کے ساتھ طوفان کی آمد
معلوم ہوسکتی ہی لیکن وہ اس کے بتلانے سے قاصر ہی کہ وہ کونسی قوت ہی جسکے سبب سے
گرج طوفان یا دھیما ہوا پیدا ہوتی ہی۔ حکمت ناواقف ہی کہ نوم کیا چیز ہی اور ہم لوگ
خواب کیون دیکھتے ہین۔ یہ ہمکو یہ بھی نہین بتلا سکتی کہ ہم کسطرح اور کسواسطے خیال کرتے
ہین۔ حکمت نے ہمارے اُس عقیدہ کی تہذیب کے متعلق بہت کچھ کیا جس مین ہم جسم و
رُوح کو ایک شی سمجھتے ہین اور یہ اُن اشیا کے درمیان متیقّن و عالمانہ روشنی سے
پیشقدمی کرتی رہی جنکی آزمایش کیمیاوی طریقے سے کرسکے۔ لیکن عجائبات موت و حیات
کے مواجہ مین و نیز اُن حیرت افزا قوانین کے معائنہ سے جو مختلف طور پر حکومت کرتے ہین
اور جسکو ہم قدرت کہتے ہین یہ بیچارگی کے ساتھ سرنگون ہو جاتی ہی۔
تاہم ہمارے دانشمند فلسفی سنجیدگی و سرگرمی سے اُس نزاع کی بابت گفتگو جاری رکھتے
جو درمیان حکمت و مذہب کے واقع ہی گو یا حکمت نے اُن جملہ مراتب سے وقوف حاصل کرلیا
ہے جو انسان و قدرت کے متعلق اس کو معلوم کرنا چاہتے ہین امور سے حکمت واقف
ہے اور جنسے لاعلمی ہی مقابلہ کیا جاتے تو ظاہر ہو جائیگا کہ اگر کوئی شخص اعلیٰ درجہ کے
حقایق سے واقفیت حاصل کرنے کی خواہش کرے تو حکمت اُس جانب رہنمائی کرنے

مین تمامتر قاصر ہے - مجھے اس موقع پر ناظرین کو یقین دلانا چاہئے کہ حکمت جدیدہ
مین جتنے معلوم شدہ مسائل ہین وہ اُس اعلیٰ حکمت کے اُن اُصول سے بہت مطابق
ہین جن سے اس زمانہ تنزلی مین بہت ہی کم واقفیت ہے -

کوئی شخص جانتا ہے کہ خیالات کیا ہین ؟ مین ناظرین سے پوچھتا ہون کہ اونھون نے
کبھی اُن اغراض کے تجربہ کی کوشش کی ہے جو اونکی زندگی کے مختلف افعال کے محرک
ہین - ایک بڑے دانشمند فلسفی کا مقولہ حسب ذیل ہے -

"اپنی ہی اغراض کا بھی ٹھیک ٹھیک اندازہ کرنا ناممکن ہے - بعض اوقات ہم یہ بھی نہین
کہہ سکتے کہ یہ کام ہم کیون کرتے ہین - گو ہر دلیل اوس کے مخالف ہو - فہم عادت رغبت
تجربہ غرض یہ سب ایک طرف کیون نہون - لیکن ان جملہ اقسام سے ہم اپنے کو علیحدہ
کرکے اُس کام کو کرتے ہین "

کیا یہ صحیح نہین ہے کہ تم سکوت مین بیٹھو اور اپنے اُن خیالات کے جو آپ سے آپ بلا کسی اور دو
سرے کے اوہام کے مانند تمھارے سامنے آتے ہین نگران رہو اونمین سے کسی ایک کو دس
یا پانچ منٹ جتنی دیر تک تمسے ممکن ہو اپنے ذہن مین رکھنے کی کوشش کرو - ایک منٹ بھی
وہ خیال تمھارے ذہن مین نہ ٹھہرا ہوگا کہ دیگر خیالات کا ہجوم ہو جائیگا اور وہ تمھاری
گرفت سے نکل جائیگا اور قبل اس کے کہ تم اپنی اصلی حالت پر راجع ہو وہ تمھاری دسترس

سے باہر ہوجائیگا۔ پس کیا تم اپنے خیالات کے مالک ہو اور کیا تم اپنے تئین اختیار مین رکھ سکتے ہو ؟ —

لیکن مین سُنتا ہون کہ بعض آدمی کہتے ہین کہ اُن امور پر گفتگو کرنے اور غور کرنے سے کیا فائدہ ہی جبکہ وہ اسرار ہین اور جنکا انکشاف کسی شخص سے نہین ہو سکتا۔
وہ ایسے اسرار نہین ہین جو منکشف نہو سکین لیکن یہ سچ ہی کہ وہ حکمت جسمین جسم و رُوح ایک شئی ہے اس معمّے کو نہین حل کر سکتی کیونکہ وہ اُس راہ پر چلتی ہی جو اُس کو حقیقت سے دُور لیجاتی ہی اور وہ اُن طریقون کو قطعاً ترک کردیتی ہی جو بتوضیح انسان کو بتلائے گئے ہین جس شخص نے محمدؐ صاحب کی رُوحانی انکشاف کا صحیح ادراک حاصل کرلیا ہی وہ ایک لحظہ کے واسطے بھی اسرار موت و حیات کے جاننے مین شبہہ نکریگا۔ یسوع ناصری بھی اون کو جانتے تھے اور دیگر پیغمبران برحق کو بھی علم تھا۔ ایک حقیقت اور صرف سچّی حکمت از ابتدائے ظہور انسانی بذریعہ ایک طویل سلسلہ پیغمبران تا محمد صاحب قایم کی گئی اور یہ حقیقت نوع انسانی کو عطا کی گئی لیکن عوام الناس نے اوسکی طرف سے رُوگردانی کی و کور باطنی سے اُس لغو عقیدہ کے معتقد ہوگئے جس مین جسم و رُوح ایک شئی ہے۔ اور تلاش دولت عیش و مسرت مین آوارہ رہے۔

ہمکو تامل کرنا چاہئے اور اہم مسئلہ پر غور کرنا چاہئے کہ پیغمبر کی تعلیمات اور اُس حکمت

سے جس مین جسم و روح ایک شے ہی و نیز اپنے روزانہ تجربات سے ہم کو یہ ثابت ہوتا ہے
کہ ہم لوگ عالم حیوانی سے جداگانہ ہین انسان بوجہ آزادانہ فعل و خیال دماغی طاقت
اور قوت ممیزہ کے حیوانون سے مرجح ہی اور ہونا چاہیے اگرچہ اوسمین کم و بیش کسی حد تک
خواہشات حیوانی ہین لیکن کیا وہ اپنی کلیتہً اغراض و طبیعت مین حیوانون سے اسقدر
زیادہ جداگانہ ہی۔ ہم کو غور کرنا چاہیے مکڑی ایک مناسب موقع مین اپنا جالا لگاتی ہے
جہان بعض بدنصیب مکھی اوس مین پھنس جاتی ہی۔ پس جہانتک ہم اسکی بابت غور کرسکتے ہین
مکڑی کی کیا غرض ہی۔ کیا تم یقین کرتے ہو کہ وہ ٹھہر کر غور و تامل کے ساتھ دلیل پیدا
کرتی ہی کہ اگر وہ مکھی کو کھاے گی تو اوس کی جسمانی ترتیب کو مدد ملے گی۔ نہایت معقول
و منطقی نتیجہ تو یہ ہی کہ اس امر کا اوسے ہرگز خیال ہی نہین ہوتا بلکہ وہ ایک غیر مغلوب تحریک
کے ساتھ مکھی کو پکڑ کر کھا جانے کے واسطے مجبور ہی۔ یا یہ اوسے معلوم ہوگیا ہو کہ مکھی خوش
ذائقہ ہوتی ہی۔ لیکن اوسکی عام حالت سے ہم یقین کرتے ہین کہ اوس مین دلیل کرنے کی
قابلیت نہین ہی۔ فرض کرو کہ دنیا کی تمام مکڑیون مین یہ تحریک پیدا ہو جاتے کہ وہ
مکھیون کے کھانے سے باز رہین تو اس جنس کا ظہور مسدود ہو جائے گا اور وہ معدوم
ہو جائے گی لیکن انسانی عنکبوت اس سے جداگانہ ہی اوس مین دلیل کرنے کی قابلیت
ہوتی ہی اور جب وہ انسانی فدیہ کے پکڑنے کو جالا لگاتی ہی تو وہ اندازہ کرتی ہی کہ اس فدیہ

سے کتنے ڈالر حاصل ہونگے۔ ان ڈالر کو لیکر کیا کوئی نیک کام کیا جائیگا۔ اپنے
انسانی بھائیون کی بھلائی و کامگاری مین صرف کیا جائیگا۔ بعض اوقات تو یہ خیال
ہوتا ہی لیکن معمولاً اُن روپیون سے اپنے ہی آرام و آسایش کا سامان مہیا کیا جاتا ہے
اور ہوا و ہوس نفسانی و خواہشاتِ حیوانی حاصل کیجاتی ہی۔
گائے و گھوڑے خور و نوش کے واسطے مجبور ہین لیکن یہ کسی باقاعدہ و مسلسل دلیل کا
نتیجہ نہین ہی بلکہ اُس غیر مغلوب تحریک کا باعث ہی جسکے سبب سے حیوانی دنیا اپنی جسمانی ترتیب
کی ترقی پر مجبور ہی۔ برخلاف اس کے انسان علاوہ فہم ترتیب جسمانی استعداد مدرکہ
و رُوحانی بھی رکھتا ہی کیا اوس کا پہلا مقصد و ارادہ یہی ہی کہ اس زندگی مین ان قوتون
کی ترتیب ہونی چاہیے یا اپنے کو برغبت حیوانی تحریک طبعی کے مطیع کر دینا چاہیے اور اپنی
زندگی کی غرض اونھین چیزون کے حصول مین ضائع کرنی چاہیے جن کو کہ وہ اپنی
جسمانی راحت و مسرت کا باعث یقین کرتا ہی۔ اگر ایک نوجوان شخص سے جو انہماک و تحمل
کے ساتھ حصول تعلیم کی کوشش کر رہا ہی پوچھا جائے کہ وہ یہ کام کیون کر رہا ہی تو شاید وہ
پہلے یہی کہے گا کہ وہ اپنے کو اس لائق بنانا چاہتا ہی کہ انسان کی خدمت کر سکے اور
اتفاقی طور سے معیشت حاصل کرے لیکن کیا یہ ہمارے روزانہ تجربہ و مشاہدہ کا
نتیجہ غالب نہین ہی کہ اس کا خاص مقصد یہ ہوتا ہی کہ دنیاوی قبولیت حاصل کیجائے یا

دولت و ایک عمدہ تمدنی حالت نصیب ہو اور اتفاقی طور سے انسانی فائدہ رسانی کا
خیال ہوتا ہے۔ مین ناظرین سے اس امر کے یقین کرنے کی التجا کرتا ہون کہ مین تعلیم
و قوت مدرکہ کی کم قدری کی کوشش نہین کرتا بلکہ آپ لوگون کو جرات دلاتا ہون کہ اپنی حالت
کو جز املاحظہ فرمائے اور تعلق سے بالعموم انسانی نسباق کو غور کیجے کیونکہ پیغمبر صاحب نے
ایک دفعہ فرمایا ہے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ مختصر یہ کہ اپنی ہی حالت پر غور
کرنا نہایت مفید و نافع ہے۔

ان مضامین کا پڑھنے والا پوچھ سکتا ہے کہ محمدی مذہب اور موت وحیات کے
اسرار سے انکو کیا تعلق ہے۔

اول تو یہ کل چیزون کو اُس حکمت کے روبرو کرتی ہے جسکو بجاب اوسط کل تعلیم یافتہ
آدمی نہایت عزت و جلالت کی نگاہ سے دیکھتے ہین اور جس کو اکثر لوگ صرف قابل اعتبار
ہی نہین بلکہ ناقابل خطا سمجھتے ہین۔ لیکن وہ انسانی زندگی کے نہایت اہم عقدہ کے
انکشاف سے بالکل قاصر ہے اور اس امر مین اپنی ناقابلیت کے اعتراف پر مجبور ہے
دوسرے یہ غور کرنے والے آدمی کو اس تحقیق کا ایما کرتی ہے کہ اس بیش قیمت علم کی تحصیل
کے ایسے طریقے ہین جن کو اُس حکمت نے کبھی سنا بھی نہین جس مین جسم و روح ایک
شئی ہے اور اخیر مقصد یہ ہے کہ پڑھنے والون کو اُن اصول کا خیال پیدا ہو جائے

جنپر محمدی طریقہ مبنی ہی - پیغمبر صاحب نے موت وحیات کے اسرار کا علم اور انسانی
ترتیب کا تجربہ حاصل کرکے نہایت عمدہ و آسان طریق و قواعد مقرر کئے جن کے
ذریعہ سے عوام الناس اعلی درجہ کی حقیقت کے علم سے بہرہ یاب ہون - یہ طریقہ
اس قابل ہی کہ معمولی فہم کا آدمی بھی اسپر غور کرے اور ایسی دانائی پہ مشتمل ہی کہ ایک
ذی علم آدمی کے واسطے بھی قابلِ غوض ہی -

تاریخ کی ایک عظیم الشان وجلیل القدر شبیہ میرے پیش نظر ہی اوسکی عظمت و
جلالت ایسی ہی جو کسی انسان کے علم مین نہین گذری وہ ایسا سنجیدہ و صولت آب شخص ہی
جسکی ذات سے عظمت و جلالت و جبروت ظاہر ہو رہا ہی اوس کے چہرہ سے ربانی الہام
کی ضیا متجلی ہوتی ہی جب وہ مدینہ کی ایک چھوٹی مسجد کی محراب مین جسکی تعمیر مین اوسکے
ہاتھون نے بھی اعانت کی ہی پشت کرکے بیٹھتا ہی - اوس کے چارونطرف ایسے آدمیون
کی جماعت بیٹھتی ہی جو بہجت انگیز توجہ سے اُس کے کلام کو سنتے ہین اور وجدانی
عزت و محبت کے ساتھ اُسکا نظارہ کرتے ہین - اُس نے اُن کل دنیاوی چیزون کو
ترک کردیا جنکو مخلوق عزیز رکھتی ہی اور جنکے واسطے تکلیف گوارا کرتی ہی - اُس نے
اپنے تئین اُن ظالمانہ و بیرحمانہ سلوک کے لئے وقف کردیا جہانتک کہ شریر النفس
و خود غرض آدمی جو سابق مین اوس کے دوست و قدردان تھے مرتکب ہوسکے

اوسنے ایسی تکلیفات وصعوبات و ناکامیون کو برداشت کیا کہ اگر کوئی معمولی آدمی ہوتا تو ہمہ تن چور ہو جاتا لیکن تاہم اوسکے دل مین نہ تو کوئی بغض ہی نہ انتقام کی خواہش ہی نہ خود غرضانہ ہوس ہی اور نہ نفرت ہی اوسکی رُوح محبت و آشتی سے پُر ہی کیونکہ وہ خود ہمہ تن ربّانی نُور سے معمور ہی - استقلال و سرگرمی سے وہ اپنے عاجز مقلدین کو زندگی جاودانہ کی سچّی راہ بتلاتا ہی اور وہ لوگ توجہ و شکرگزاری کے ساتھ اسطرح اوس کے کلام کو گوش زد کر رہے ہین کہ اوس کے ہر لفظ دل مین نقش ہوتے جاتے ہین اور اپنی زندگی کے زمانہ مین اونکو جمع کرتے جاتے ہین - وہ لوگ اوسکی ہدایت کی حقیقت کے متعلق نہ تو کچھ سوال کرتے ہین اور نہ شبہ کرتے ہین لیکن درخواست کرتے ہین کہ ہم کو وہ راہ دکھلائی جاے جسپر ہم ایمانداری اور وفاداری سے چلین یہانتک کہ ہم کو جاودانی حقیقت کا بخشش بہا نُور ملجاے ""

اور یہ جلیل القدر نبی کونسی راہ بتلا رہا ہی - اسلام - یعنی باریتعالے جو قادر مطلق حاضر و ناظر اور علام الغیوب ہے اُس کے حکم پر راضی برضا رہنا اور وہ خدا جو متمنی روح کو عقیدۂ توحید جسم و رُوح کی تاریکی سے اُس روشنی مین فوراً لیجاتا ہے جو ہر شخص کے واسطے بہشت کی رہنمائی کے لئے چمکتی ہی - بتصریح کے ساتھ راہ بتلادی گئی اگر انسان اسکی پیروی نہین کریگا تو وہ ہرگز یہ امید نہین کرسکتا کہ وہ دُنیاوی حدود کے باہر کچھ مشاہدہ کرسکیگا -

پانچوان باب

تعدد ازواج اور پردہ

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ج

فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً (پارہ لن تنالوا سورہ النساء)

منجملہ دیگر الزامات کے ایک الزام مذہب اسلام پر جو تعدد ازاوج کا وہ لوگ عائد کرتے ہین جو اس طریقے کو سمجھے نہین۔ بعض اشخاص سے تو ایسی غلط فہمی سرزد ہوئی کہ اونھون نے مذہب کے ضروری مسائل مین سے اوس کو قیاس کیا۔

مین اس کتاب کے تیسرے باب مین اُن جملہ مسائل عملی کو قلمبند کرچکا ہون جو شرعًا مذہب اسلام سے تعلّق رکھتے ہین اور جو محمّد صاحب کے تعلیم کردہ ہین۔ تاہم بعض اعمال ممالک مشرقی مین ایسے ہین جو اسلام کے باہمی قانون و مشرقی دستور کے سبب سے تجاوز کے ساتھ پیدا ہوگئے ہین لیکن اونکو جائز طور پر سچّے مذہب سے کچھ علاقہ نہین ہی اور انھین مین تعدّد ازدواج و پردہ کا طریقہ ہی۔ اس باب کے شروع مین جس آیت قرآنی کا حوالہ دیا گیا ہی اُس سے صرف وہ تعداد ازواج ظاہر ہوتی ہی جتنی آدمی کو رکھنی چاہیئے اور وہ بھی ایسے الفاظ سے مشتمل ہی جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عملًا تعدّد

ازواج ممنوع ہے۔

لیکن تعدد ازواج کے مسئلہ پر غور کرنے مین ہم کو عرب کی وہ مروجہ تمدنی حالت جس کو بارہ سو برس گذر چکے ہین جبکہ محمدؐ صاحب نے تعلیم دی تھی خوب ذہن نشین رکھنی چاہیے ہم کو صرف یہ دریافت کرنے کی کوشش نہین کرنی چاہیے کہ مشرقی مسلمان فی الحال کیا اعمال کرتے ہین بلکہ یہ تحقیق کرنی چاہیے کہ حقیقتاً پیغمبر صاحب نے کیا سکھلایا ہی جس زمانہ مین کہ اونھون نے عربون کو ہدایت کرنی شروع کی وہ لوگ چھوٹے چھوٹے جنگجو قبیلون مین منقسم تھے۔ وہ لوگ بالکل وحشی و قزاق تھے اور جملہ اقسام کی افراط وزیادتی کے عادی تھے۔ وہ بت پرست۔ قمار باز۔ میخوار تھے اور جس تعداد تک اونکا جی چاہتا تھا عورتین رکھتے تھے۔ شادی کا طریقہ تمامتر غیر منضبط تھا۔ ایک عورت سے تاہل کیا جاتا تھا اور پھر بلا لحاظ حقوق وہ نکال دیجاتی تھی۔ وہ تعدد ازواج کی مثل اُن بعض اشخاص کے شایق تھے جنکا ذکر انجیل مین کیا گیا ہی۔ اُن لوگون کے طرز عمل کے لحاظ سے ہر شخص فوراً یہ قیاس کرسکتا ہی کہ اگر محمد صاحب خواہش بھی کرتے تو اونکے واسطے یہ بالکل ناممکن تھا کہ وہ شادی کا کوئی ایسا طریقہ منضبط کرسکتے جس مین ایک ہی عورت سے تاہل کیا جاتا اونکا یہ ظاہری مقصد تھا کہ اُس وجہ خرابی کو اعتدال پر قایم کرین اور اس طریقہ کو حدود انصاف و امتیاز سے محدود کرین۔ بعض اسلامی فاضلین تصور کرتے ہین کہ محمد صاحب نے

اپنے مقلدین کو تعلیم کیا کہ صرف ایک ہی عورت سے تاہل کرنا بہتر ہی اور بعضون کا یہ قیاس ہی کہ اونھون نے تعدد ازدواج کو قطعاً منع کیا۔ بہرکیف تاریخی شہادت کے لحاظ سے ایک نہایت مدلل نتیجہ یہ ہی کہ اونھون نے حالات موجودہ کے ساتھ ایسا عملدرآمد کیا تاکہ بہترین نتائج پیدا ہون اور آیندہ نسلون کے واسطے کوئی قاعدہ نہین مقرر کیا بلکہ اونکو اپنی حالت پر چھوڑ دیا کہ اپنے تمدنی نظم و نسق کے لئے قوانین اسلام کے اخلاقی اصول کی مطابقت سے وضع کرلین اور تمام متر بین حالات سے موافقت کی۔

اونھون نے تکمیل کے ساتھ خیال وفعل کی پاکیزگی اونکو تعلیم کی اور انسانیت کے حیوانی سمت سے مرتفع ہونے کی کوشش کو سکھلایا جو روحانی ترتیب کے واسطے نہایت ضروری تھی۔ اس کے سمجھنے کے واسطے کسی غیر معمولی تیز ذہن کی ضرورت نہین ہی کہ کیونکر تعدد ازدواج شوہر کی روزانہ زندگی کے ایک ایسے خیال بالاتر کے ساتھ متعاقب ہوکر بجاے اس کے کہ ایک لعنت ہی باعث برکت ہوسکے۔ ایسے شخص کے واسطے جو پاک و معزز و منصف و افضل ترین خلقت ہو کیا یہ قیاس کرنا ممکن ہی کہ وہ دو تین یا چار محکوم عورتون تک مشروط کرسکے بغیر کبھی یہ خیال کئے ہوتے کہ اونمین کی ایک سے زیادہ عورتون کے ساتھ حق شوہری کا خود استفادہ حاصل کرے۔

مسلمانون مین شادی کا دستور کوئی مذہبی معاہدہ نہین ہی بلکہ تمدنی ہی۔ اور زوجہ

کے حقوق کی بہ نسبت امریکہ و یورپ کی ازواج کے پورے طور سے حفاظت و کفالت کیجاتی ہے۔ جس استداد زمانہ تک میری چند روزہ اقامت مشرقی مسلمانوں کے ساتھ رہی اُس عرصہ میں مجھے صرف ایسے دو شخصوں سے ملاقات کی نوبت آئی جن کے پاس ایک سے زیادہ ازواج تھیں لیکن اکثروں کی بابت میں نے سُنا کہ اونکے صرف ایک ہی زوجہ ہے۔

جیسا کہ پیشتر بیان ہو چکا ہی کہ تعدد ازواج جائز طور پر اسلامی طریقہ کا کوئی جزو نہیں ہی لیکن محمدی قانون کے مطابق ہر شخص کو اجازت دی گئی ہی کہ وہ اپنی حمایت میں چار ازواج تک رکھ سکتا ہے۔ یہ حق اُس کو اس خیال کے ساتھ دیا گیا ہی کہ اگر وہ ایک سچّا مسلمان ہی تو اُس کو ناجائز طور پر استعمال کر کے اپنے تئین بہایم صفت نہ ثابت کریگا میں اس امر کے تسلیم کرنے سے سبکدوش ہون کہ بجاب اوسط یورپ و امریکہ کے عیسائی کو اُس حق کے ساتھ یقین کر لینا بے خطر نہوگا اور اس سے غالباً ثابت ہوگا کہ یہ اوس کے اور اوس کے فدیونکے واسطے لعنت ہی۔

اگر ہم تعدد ازواج اور پردہ کے نتائج پر جیسا کہ ممالک مشرقی میں ظاہر کیا گیا ہی غور کرین تو یہ خیال ہم کو ذہن نشین کر لینا پڑیگا کہ حتی الامکان یہان زناکاری و شوہری بے اعتباری کا تدارک کیا جاتا ہی۔ لیکن ان توام بُرائیون سے مقابلہ کرنے میں مسیحی گرجا اور ہمارے

قوانین تمامتر بے بس ہین۔ یہ بُرا سیان اسلامی ممالک ہین کلیتہً ناپید ہین بجز اُن مقامات کے جہان کہ یورپ کے رسوم وخیالات نے اپنی بنا قایم کرلی ہے۔ یہ واقعہ اون لوگون کے واسطے مسلمہ ہے جنھون نے مشرق ہین آنکھ کھولکر قیام کیا ہے اور جن مقامات پر یورپ کے اثر نے اپنا نفوذ کرلیا ہے وہان جملہ اقسام کے گناہون کی امواج نے اصلی عفت و پارسائی کو معدوم کردیا۔

ہندوستان ہین مسلمان کسبی کا دستیاب کرلینا اگر یہ نکہا جاے کہ ایک مایوسانہ کام تھا تو نہایت درجہ ہین مشکل ضرور تھا۔ لیکن برٹش گورمنٹ نے ایک فیاضانہ تعداد اپنے سالانہ بجٹ ہین منضبط کی تاکہ دیسی عورتین انگریزی سپاہیون کے واسطے بہم پہونچائی جائین۔

اس مسئلہ تعدد ازدواج کے دو پہلو ہین لیکن یہ ہمارے ملک کی تمدنی طریقہ کی بدنصیبی ہے کہ رسم و رواج نے ہم کو ایسا اندھا کردیا ہے کہ ہم اوس کے صرف ایک پہلو کو دیکھ سکتے ہین۔ امریکہ و یورپ کے کسی بڑے شہر ہین میرے ساتھ چلو اور اُن بُرائیون و بدکاریون کے بلا تعرض سیلاب کی شہادتون کو ملاحظہ کرو جو تمدنی عمارت کے ذریعہ سے بلاتحاشا دوڑ رہی ہین اور جوش زن ہین۔ میرے ساتھ کسی جلسہ رقص و دربار یا مجلس دعوت ہین چلو اور اُن امیرزادیون کی حیثیت کو جو خدا کی ایک اعلیٰ ترین صنعت

مین سے ہین۔ دیکھو کہ اس اونیسوین صدی کی تہذیب کے رسم و رواج نے اونکو کیسی ذلیل
جگہ دی ہی۔ ذی عزت - دولت - تعلیم یافتہ عیسائیون کی ازواج اور عصمت مآب بیبیون کو
دیکھو کہ وہ کسطرح اُن اشخاص کی نظر ہین جنکی خون و جوش مین بخارات شراب شعلہ زن ہو رہے
ہین - جسمانی حسن مکان پر صرف خلوت و عفت کے ساتھ دیکھے جانے چاہئین - اخبار ونکو
ہاتھ مین لیکر طلاق کی فہرست - تمدنی اتہامات - اور شوہری آلام کو دیکھو جنسے ہم مشتبہ
و متنفر ہو رہے ہین اور تب مجھے کہو کہ یہ جو مسیحی قوانین اور مسیحی دستور کہے جاتے ہین
اچھے ہین - اور ان سب ارتکابات کا کیا علاج ہی - محمدی قوانین و ضوابط اور اسلامی اصول
مین مسیحی قوانین و ضوابط کی چند صدی تک آزمایش کی گئی لیکن یہ تمامتر ناقص ثابت
ہوئے -

پردہ کی دستور کی برائیان ہمنے بہت کچھ سنی ہین جس کے سبب سے عورتین نیکی وجود
مجالست سے خارج ہو گئین - اور بہت کچھ خیالی گھوڑ دوڑ اسلامی عورتون کی اس غم انگیز
حالت پر کی گئی - اول تو پردہ کا دستور محمدی طریقہ کا کوئی جزو نہین ہی بلکہ یہ رسم ہنود
و مشرقی باشندگان سے اخذ کی گئی ہی جنکا عمل اسپر محمد صاحب کی پیدایش کے بہت قبل سے
تھا - جسطرح محمد صاحب کی زندگی مین عورتین آزادی سے جہان اونکا جی چاہتا تھا جاتی
تھین اوسی طرح خلفا کے عہد حکومت مین بھی اونہین اختیار رہا اور ہر عورت تنہا ملک

کے کسی حصہ مین چاہے دن ہو یا رات بلا کسی اندیشہ توہین وتحقیر کے سفر کرسکتی تھی
پردہ داری کا خیال قرآن کی آیت مندرجہ ذیل سے قایم ہوا ہے ۔
وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (پارہ قد افلح المؤمنون سورہ نور)

اس حکم امتناعی سے یہ مقصود تھا کہ عورتون کو ترغیب یجائے کہ وہ حجاب کے ساتھ لباس پہنین اور یہ مطلب نہین ہوسکتا کہ وہ گوشہ نشین کردیجائین۔ اخیر فقرہ سے یہ خیال پیدا ہوتا ہی۔ اُس زمانہ مین یہودیون کی عورتین نخوت کے ساتھ اپنے پاؤن کے زیور یعنی کڑے چھڑون کی جھنکار ظاہر کرتی تھین۔ پس اگر وہ خلوت نشین کردی گئین تو فطرتی طور پر اونہین یہ خواہش باقی نہین رہی کہ وہ اپنے پاؤن کو باہم لڑا کر پوشیدہ زیورون کو ظاہر کرین کیونکہ اس جھنکار کو بجز اس شخص کے کوئی دوسرا نہین

سُن سکتا جس کو زنانخانہ مین جانے کا جائز طور پر حق ہے۔
موقوفیِ پردہ کے مسئلہ پر ہندوستان کے ترقی یافتہ مسلمانون نے سنجیدگی سے غور کیا اور عرب ٹرکی و مصر کے بعض حصّون مین اسپر کچھ عمل نہین کیا جاتا۔
یہ بھی الزام عاید کیا جاتا ہے کہ مسلمان لوگ عورتون کو مردون سے کمتر درجہ مین خیال کرتے ہین اور یہ تعلیم کرتے ہین کہ عورتون مین رُوح نہین ہے اور وہ بہشت مین نہین داخل ہوسکتین۔ یہ درجہ مساوات پر ایسے لغو بہتان اور پاجیانہ افترا ہین جو بالکل جاہل لکھنے والون کے قلم سے نکلے ہین۔ محمّدی طریق تمدّن مین عورتون کا درجہ یورپ اور امریکہ کی عورتون کی بہ نسبت بدرجہا زیادہ ہے۔ مجھے قرآن کی صرف اُس آیت کا حوالہ دینے کی ضرورت ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرد و عورت کس مکمل طریقہ سے درجہ مساوات مین ہین۔

"اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (پارہ ۲۲ ومن یقنت سورہ الاحزاب)

یہ صریحًا ناممکن ہی کہ اس مختصر رسالہ مین عورتون کی اُس حالت پر جو محمّدی طریقہ مین شرح وبسط کے ساتھ بحث کیجاتے ہین امید کرتا ہون کہ عنقریب کسی مبسوط تصنیف مین اس مضمون پر تکمیل و اتمام کے ساتھ بحث کرونگا اور ظاہر کرونگا کہ ہمارے ملک مین تعدد ازدواج اور پردہ کے متعلق جیسی فاش غلط فہمی واقع ہوئی ویسی محمّدی طریقے کے کسی دوسرے مسئلہ کی بابت نہین ہوئی ۔

چھٹا باب

مروجہ اغلاط کا ابطال

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ ط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ہ (پارہ ۲۸ قد سمع اللہ سورہ الصف ۶۱)

جسطرح عیسائیون مین تعصّب و مذہبی حرارت ہوتی ہی اوسی طرح مسلمانون مین بھی تعصّب اور مذہبی جوش ہوتا ہی لیکن ہم کو یہ نہین لازم ہی کہ اونکے افعال کو دیکھ کر اونکے مذہب پر کوئی رائے قایم کرین اور بلا تحقیق اوسپر الزام عائد کرین صرف اس وجہ سے کہ وہ لوگ ایسے خیالات ظاہر کرتے ہین جو ہمارے خیالات سے مغائر ہین اور ایسے افعال کے مرتکب ہوتے ہین جنسے ہمپر غیظ و غضب طاری ہوتا ہے ۔ مسلمانون مین ۷۳ فرقے ہین اور

اور عیسائیون مین پچاس سے کچھ زیادہ ہین اور یہ صریح انصاف کے خلاف ہی اگر ہم کسی مذہبی طریقے پر شخصی یا فرقہ والون کے افعال و خیالات کی مطابقت سے رائے قایم کرین —

مثلاً مغربی ملک مین کوئی عیسائی اپنے لڑکون کو اس خیال سے قتل کرے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو فدیہ کیا تھا تو کیا کسی مسلمان کا یہ کہنا مناسب ہی کہ انسانی قربانی مسیحی مذہب کا ایک جزو ہی - یا اگر دو مسیحی واعظین باہم جھگڑا کرین اور مسلح ہوکر ایک دوسرے کے مار ڈالنے کی تلاش مین پھرین یا توکسی مسلمان کا یہ کہنا جائز نہ ہوگا کہ اس قسم کے امور جملہ عیسائیون سے سرزد ہوا کرتے ہین —

عیسائی مصنفین جو کثیر التعداد الزامات اسلام پر عائد کرتے ہین اونکی کوئی بنیاد نہین ہی اور یہ اوسی قسم کے اتہامات مین سے ہین جنکا اوپر حوالہ دیا گیا ہی - مجھے اپنے تجربہ سے معلوم ہوگیا ہے کہ بلحاظ تعداد عیسائیون کو ویسا ہی تعصب و مذہبی جوش ہی جیسا مسلمانون کو اور بلکہ بہ نسبت مسلمانون کے عیسائیون مین درجہا زیادہ تعصب بہت زیادہ ہی - مسلمانون کے تعلیم یافتہ گروہ کا عیسائیونکی نسبت یہ خیال ہے کہ کرۂ ارض پر یہ ایک کور باطن و متعصب مذہبی جماعت ہی اور یہ پاکیزہ خیال تاریخ دان سمجھتے ہین کہ اس خیال کے واسطے اونکے پاس بہت معقول دلائل ہین

عیسائیون کی یہ ایک معمولی بات ہی کہ اسلام کو تلوار کا مذہب کہتے ہین اور اسوقت دنیا مین بہی لوگ ہین جو ایسا الزام قایم کرتے ہین - خونفشانی کے متعلق جہانتک مین یقین کرتا ہون اسلام کو بمقابلہ عیسائیون کے کوئی وجہ شرمندگی کی نہین ہی کیونکہ مسلمانون کا دامن عیسائیون کے دامن سے زیادہ خون آلود نہین ہی - تمنے کبھی تاریخ انگلو برٹش اینڈ کروسیڈ پڑھی ہی - جب خلیفہ عمرؓ نے جیروسلم[1] کو سنہ ۶۳۶ء مین فتح کیا تو اپنے ہمرکاب پیٹری ارک سوفرونیس کو لیکر شہر کی قدامت پر گفتگو کر رہے تھے - خون کا ایک قطرہ بھی نہین گرایا گیا لیکن جسوقت کہ عیسائی وہان داخل ہوئے تھے تو اونھون نے کمسن لڑکون کے دماغ پاش پاش کر دئے - بچون کو فصیلون پر پٹک دیا - جس عورت کو گرفتار کیا اوسکی عصمت مین خلل اندازی کی - آدمیون کو آگ پر رکھ کر کباب بنایا - بعض کو اس خیال سے چیر ڈالا کہ اونھون نے شاید سونا نہ کھا لیا ہو - یہودیون کو اونکے عبادت خانون مین لیجا کر جلا دیا - مرد عورت اور بچے ملا کر تقریبًا ستر ہزار آدمی بیرحمی سے ذبح کئے گئے اور یہ بیان اسلامی مورخین کا نہین بلکہ مسیحی مورخین کا ہی - محمدؐ صاحب کی طرح خلیفہ اول نے بھی نہایت تاکید و اصرار سے اپنے فوجی افسرون کو حکم دیا کہ وہ عورتون بچون اور بوڑھے آدمیون کے قتل کرنے و ایذا رسانی سے باز رہین زراعت و میوہ دار درختون کو پامال و برباد نکرین اور تلوار کو فورًا نیام

---

[1] بیت المقدس کو کہتے ہین ۱۶ ہزار مردم شماری ہی چھ ہزار مسلمان ہین دو سو فرقہ پروٹسٹنٹ کے عیسائی ہین بقیہ یہودی وغیرہ ہین ۸ ہزار آدمی سالانہ اس کی زیارت کو آتے ہین — (مترجم)

مین رکھ لینا چاہئے جبکہ شہر فتح ہوجاتے ہمدردی رحم اور مہربانی کی ہمیشہ تاکید ہی
جس زمانہ مین انگلستان کا شیردل بادشاہ رچرڈ[1] سلطان صلاح الدین[2] سے
سارسن کے خلاف جنگ کر رہا تھا اتفاقاً بخار مین مبتلا ہوگیا۔ سلطان صلاح الدین
نے اوس کے واسطے برف اونٹون پر بار کرکے بھیجی تاکہ جس حرارت سے اوس کی
جان معرض ہلاکت مین ہے اُس مین تسکین ہو۔ رچرڈ سلطان کا جانی دشمن تھا لیکن جب
اوس نے سُنا کہ رچرڈ بشدت علیل ہے اوسکی دشمنی کو بالکل فراموش کردیا اور ایسا
برتاؤ کیا جو ایک بہادر سپاہی دوسرے سپاہی سے کرتا ہے۔
جب محمد صاحب بعد فتح مکہ اُس شہر مین داخل ہوئے تو کسی مرد عورت لڑکے کو نہ تو قتل
کیا اور نہ بدسلوکی کی اور نہ کوئی مکان غارت کیا گیا باوجودیکہ یہ وہی شہر تھا جہان انکے
ساتھ نہایت شرمناک برتاؤ کیا گیا تھا اور وہان کے باشندون نے بڑی بیرحمی سے
انپر جبر و ظلم کیا تھا۔ اونھون نے موقع پاکر انتقام کیون نہین لیا۔ اونکے دل مین بغض
و انتقام کا ایک ذرا بھی خیال نہین تھا۔ وہ پیغمبر تھے اور محبت و راستبازی و انصاف کو

---

[1] ہنری دوئم کا بیٹا تھا ۱۱۸۹ء مین تخت پر بیٹھا۔ سنہ ۱۱۹۱ء مین سلطان صلاح الدین سے مقابلہ کیا لیکن
شکست کھاکر بہ تبدیل لباس بھاگا۔ مگر لیوپولڈ ڈیوک آف اسٹریا نے قید کرکے ہنری ششم کے پاس بھیجدیا جسنے
اسکو پابزنجیر رکھا۔ لیکن اسکی رعایا نے کچھ روپیہ بطور معاوضہ دیکر چھوڑا لیا اور ۱۱۹۴ء مین دوبارہ تخت نشین کیا پیدایش ۱۱۵۷ء
وفات ۱۱۹۹ء [2] نورالدین کی وفات کے بعد مصر کا بادشاہ ہوگیا۔ سیتبر یا۔ عرب اور فارس مین بہت لڑائیان کین ۱۱۸۷ء مین
عیسائیون کو جبرو سلم کی لڑائی مین بڑی شکست دی۔ نہایت دلیر و بہادر تھا۔ ۱۱۳۷ء مین پیدا ہوا اور بمقام دمشق ۱۱۹۲ء مین مرگیا

عزیز رکھتے تھے۔ دونون واقعات خوفناک وحسرتناک ہین لیکن مجھے اسکا پورا یقین ہے
کہ خباثت وخونخواری اور وحشیانہ پن کی بابت مسلمان لوگ بہ نسبت عیسائیون کے
بہت کم جواب دہ ہین۔ کیا حلیم ومنکسر النفس مسیح کی ہدایت اور طرز سے عیسائیون کو
پوری اجازت حاصل تھی کہ وہ جاکر اُن لوگون کو قتل کرین جنکے عقائد مسیحی نہ تھے۔
البتہ اب وہ لوگ ایسا نہین کرتے لیکن اسوجہ سے نہین کہ بعض اس کو پسند نہین کرتے
(لیکن اس کو پسند نہین کرتے) بلکہ اس سبب سے کہ خیالات عامہ تبدیل ہوگئے ہین اور
اب یہ بات آسان نہین ہے کہ اوسی جوش وبے تمیزی اور وحشیانہ پن کے ساتھ کوئی
شخص کسی مذہب کا توھر ید بنایا جاتے گو وہ خود کیسے ہی صدق سے کیون نہ اعتقاد
رکھتا ہو۔ مین تم سے کہتا ہون کہ محمد صاحب نے نہ کبھی اس امر کی تعلیم وہدایت کی اور
نہ پسند کیا کہ اشاعت اسلام بذریعہ تلوار کیجائے بلکہ اونھون نے نہایت سختی سے ظلم و
تعدی اور قتل کی ممانعت کی۔ مین تمسے سچے واقعات بیان کرتا ہون جنکی صداقت
ایسے ایماندار اور غیر متعصب شخص سے ہوسکتی ہے جو بلا طرفداری ان معاملات مین تحقیق
کی تکلیف گوارا کرے۔

اس موقع پر اُن الزامات کے جواب کی کوشش فضول ہے جو متعصب اور جاہل عیسائی
مذہب اسلام پہ عائد کرتے ہین لیکن مین صرف ایک کے متعلق بیان کرونگا۔ یہ کہا جاتا ہے

کہ مسلمانون مین تحمل نہین ہے۔ ایک عیسائی مندرجہ ذیل عبارت چیمبرس انسائیکلوپیڈیا مین رقمطراز ہے "اسپین مین اسلامی حکومت کا یہ ایک یادگار واقعہ قابل تذکرہ ہے جسکے سبب سے تازمانہ موجودہ اُس مُلک کے معاصرین و مورخین حکمرانون کے ساتھ اونکی مطابقت عمدگی سے ہوتی ہے اور یہ اونکا مذہبی معاملات مین عموماً تحمل ہے" یہ لکھنے والا عیسائی ہے اور اُس کے اوپر اسلام کی طرفداری کا الزام لگانا مشکل ہے۔

گاڈفری ہگنس اونیسوین صدی کا عیسائی ہے اور وہ بھی حسب ذیل عبارت لکھتا ہے۔ "عیسائیون مین اس سے زیادہ کوئی عام بات نہین ہے کہ وہ اسلام پر تعصب مذہبی حرارت اور حیرت افزا اعتقاد و مکر کا الزام عائد کرتے ہین۔ لیکن وہ کون لوگ ہین جنھون نے اسپین سے قوم مارسکو کو اس وجہ سے نکال دیا کہ وہ لوگ عیسائی نہین ہوے اور وہ کون تھے جنھون نے مکسکو اور پیرو کے لاکھون آدمیون کو قتل کیا اور غلام بنایا اس سبب سے کہ وہ عیسائی نہ تھے اور مسلمانون نے یونان مین کیا کیا متعدد صدہی تک عیسائیون کو اونکے معلوکات پر بہ اطمینان قابض رہنے دیا اون کے مذہب۔ پیشوایان مذہب۔ واعظین و مجتہدین سے کچھ بھی تعرض نہین کیا۔ اور یونان و ٹرکی مین جو جنگ ہوئی تھی وہ اُس سے زیادہ مذہبی نہ تھی جو انگریزون اور ڈمرارا کے حبشیون سے ہوئی تھی۔ خلفا نے بھی جب فتح حاصل کی تو اگر ملک

مفتوحہ کے باشندگان نے مذہب اسلام قبول کرلیا تو وہ قوم فاتح کے ساتھ درجہ مساوات مین شامل ہو گئے "

ایک فاضل لیکن منکر مذہب اسلام بھی سارا سن کے متعلق کہتا ہی کہ اونھون نے کسی شخص پر جبر وظلم نہین کیا یہودی اور عیسائی آپس مین خوشی و خرمی کے ساتھ رہتے تھے "

ہلنس کا بیان ہی " کہ تاریخ خلفا مین کوئی ایسا واقعہ نہین ملتا جو بدنامی مین انکویزیشن[1] کی رسوائی کے نصف بھی ہو کیونکہ ایسی ایک بھی مثال کہین مندرج نہین ہی کہ کوئی شخص اپنے مذہبی خیالات کے سبب سے جلایا گیا ہو یا اوس امن کے زمانہ مین اسوجہ سے قتل کیا گیا ہو کہ اوس نے دین اسلام نہین قبول کیا "

لیکن ایک عیسائی کہتا ہی کہ " صدہا سال پیشتر جو حالت رہی ہو مگر اب عیسائی متعصب پر جوش نہین ہین " کیا وہ ایسے نہین ہین ؟ جزایر فلپین جہان کی آبادی سات ملین ہی اور جو تین سو برس سے عیسائی اسپین کی حکومت مین ہی جا کر بجز طریقہ رومن کیتھلک کے کسی دوسرے طریق مذہب کی ہدایت کرو تو دیکھو کہ تمھارے ساتھ کیا واقعہ پیش آتا ہی ۔ روے زمین پر کوئی اسلامی ملک ایسا نہین ہی جو مسیحی واعظین کے داخل ہونے سے انکار کرے یا اونکی حفاظت مین پہلوتہی کرے ۔ بیس برس ہوتے کہ لندن

---

[1] بارہوین صدی مین رومن کیتھلک چرچ نے ایک ایسا محکمہ قایم کیا تھا جسمین بہ تحقیقات اُن لوگون کو سخت سزائین دی جاتی تھین جو فرقہ رومن کیتھلک کے مخالف تھے ۔

کے دو شخص جزائر فلپین کے دار السلطنت منیلا مین انجیل پہنچنے کے واسطے گئے تھے
ایک شخص تو پہونچنے کے تین ہفتے بعد مر گیا جسکی نسبت بعض مفسدین نے کہا کہ رومن
کیتھلک واعظین کے اغوا سے اُس کو زہر دیا گیا اور دوسرا شخص گرفتار کر کے اس جرم مین
قید کیا گیا کہ وہ ملکی مذہب کے خلاف وعظ کہتا تھا اور بعد مین گورنمنٹ اسپین کے حکم
سے سنگاپور بھیجدیا گیا۔ اس واقعہ کو صرف تین برس گذرے ہین۔ چند مہینے ہوئے
کہ چین سے بدھ مذہب کے سات واعظین اپنے ملک والون کی تحریک سے منیلا مین
اس خیال سے گئے کہ اونکو بدھ مذہب کی اشاعت کی اجازت ملجائیگی لیکن وہ لوگ
گرفتار کئے گئے اور جرمانے ہوئے اور چین کو واپس کر دئے گئے۔ صدہا شہادتین پیش
کیجا سکتی ہین جنسے الزام تعصب کی تمامتر بے بنیادی ثابت ہوتی ہے اور حقیقتاً اصول
مذہب اسلام تعصب سے بالکل نابلد ہین نہ کوئی مسلمان اسکا ملزم ہوسکتا ہے اور نہ کوئی
اس کو جائز رکھتا ہے۔

غلامی اور مدخولہ بنانے کی اجازت قرآن نہین دیتا اسلام کے مذہبی و تمدنی قوانین
دونون اسکے بالکل مخالف ہین ولا تقربوا الزنیٰ انه کان فاحشة وساء سبیلا
(پارہ سبحان الذی (۱۵)، سورۂ اسریٰ ۱۴)

حیدر آباد دکن کے فاضل مولوی چراغ علی اپنی کتاب مین مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہین

"قرآن پر یہ غلط اتہام کیا جاتا ہی کہ وہ جہاد کے قیدیان قسم ذکور کو غلام بنانے کی اجازت دیتا ہے اور قسم اناث کو فاتح کی ہم بغلی کے واسطے جائز کرتا ہی - جسکے دوسرے الفاظ مین یہ معنی ہین کہ میدان جنگ مین قیدی عورتین مدخولہ بنائی جاتی ہین - قرآن مین کوئی آیت ان بیانات کی تائید مین نہین ہی - سر ولیم میور اپنی تصنیف لائف آف محمدؐ مین کبھی آیت قرآنی کا حوالہ نہ دیسکے جس سے قیدیان جہاد کے غلام بنانے یا عورتون کے مدخولہ کرنے کا جواز ثابت ہوتا - اور جنگ ہای متذکرہ تصنیف خود مین نہ کوئی مثال اس کے متعلق بیان کی"

قرآن نے غلامی کی موقوفی کے بہت سے طریقے منضبط کئے اور اخلاق - قانوناً - مذہبی وملکی صیغون مین بھی اسکی موقوفی کی تدبیرین شامل کین - اخلاقی طریقہ مین غلام کی آزادی کی بابت ظاہر کیا گیا کہ یہ ایک ایمانداری اور خداترسی کا فعل ہے - قانوناً یہ حکم دیا گیا کہ اگر وہ زرمعاوضہ دینا منظور کرین تو آزاد کئے جائین - اونکے واسطے یہ بھی طریقہ رکھا گیا کہ قتل انسان کے قصاص اور استعمال طلاق ناجائز کے کفارہ مین وہ آزاد کئے جائین - مذہبی طور پر اونکے لئے یہ قاعدہ ہی کہ اگر سہواً جھوٹا حلف اوٹھایا گیا تو اوس کے کفارہ مین غلام آزاد کرنا چاہئے یہ تدبیرین تھین جو موجودہ غلامی کی موقوفی کے واسطے کی گئین - جنگ کے قیدیون کے واسطے سینتالیسوین سورۃ کی پانچوین آیت

مین صریح حکم امتناعی موجود ہی کہ یا تو اونکو معافی دیجاتے یا زر معاوضہ لیکر رہا کردیئے جاتین نہ اونکو قتل کرنا چاہیئے نہ غلام بنانا چاہیئے۔

مجھے نہایت افسوس ہی کہ اس مختصر رسالہ مین اس مضمون پر خوب شرح وبسط کے ساتھ بحث کرنے کی گنجایش نہین ہی اور مین نٹ بازی کے متعلق بالاختصار خامہ فرسائی کرنے پر مجبور ہون۔ مین اپنی مکمل تصنیف محمدی یا پروفٹ مین جو عنقریب شائع ہونیوالی ہی ان مضامین پر نہایت توسیع وتکمیل کے ساتھ بحث کرونگا۔

یہ بالعموم مسلم امر ہی کہ کوئی پکا مسلمان کبھی عرق منشی استعمال نہین کریگا اور میخواری ایک ایسی گناہ ہی جس سے صاحبان اسلام بالکل ناواقف ہین۔ مشرق مین وہی مسلمان میخوار ہین جو انگریزی لباس سے اپنے جسم کو آراستہ کرتے ہین اور جنھون نے دیگر انگریزی بدکاریان حاصل کرلی ہین لیکن جو لوگ کہ دیسی پوشاک پہنتے ہین وہ کبھی شراب کو مس نہین کرتے۔ قرآن مین شراب خواری کی قطعاً ممانعت ہی اور عام طور سے یہ فعل وحشت ونفرت کے ساتھ دیکھا جاتا ہی۔

بیانات متذکرۂ بالا کا خلاصہ یہ ہی کہ سچے مذہب اسلام کا اصل اصول یہ ہی کہ خدا کی مرضی پر راضی رہنا چاہیئے۔ اور اسکا ستون نماز ہی۔ یہ عمومیت کے ساتھ اخوت محبت۔ خیر اندیشی سکھلاتا ہی اور خیالات کی پاکیزگی اقوال وافعال کی راستی اور

بدرجہ غایت جسمانی طہارت کا خواستگار ہی - علم انسانی مین یہ نہایت آسان و مرتفع
طریق مذہب ہی - اس مین نہ تو تنخواہ دار خطیب ہین - نہ وقت طلب رسوم ہین - نہ قایم مقام
کفارہ ہی - اور نہ یہ اپنے معتقدین کو اونکے گناہون کی جوابدہی سے بری الذمہ کرتا ہی
یہ صرف ایک خدا کو پہچانتا ہی جو کل اشیا کا خالق ہی اور ایسی ربّانی حقیقت ہی جسکا ظہور
تمامی موجودات مین ہی - وہ قادر مطلق - علّام الغیوب - حاضر و ناظر اور حکمران عالم ہے
صاحبانِ اسلام صدق دل سے اوسی کی عبادت کرتے ہین اور اوسی کے سامنے
ایک سطح پر اخوت و مساوات کے درجہ مین کھڑے ہوتے ہین - وہ مرتاض مسلمان جو
ہمارے پاک نبی کی سچی تعلیمات کے عارفانہ خیال تک پہنچ گیا ہے اس مذہب پر
قایم رہتا ہے اور اس کو اپنی ہستی کا ایک عظیم الشان اصول گردانتا ہی یہ اوسکی
روزانہ آمد و رفت مین اوس کے ساتھ ہی اور وہ اپنے حوائج یا دنیاوی امور مین کبھی
ایسا مصروف نہین ہو سکتا کہ نماز کے وقتِ مقررہ پر ان امور کو ملتوی نکرے اور
خدا کے روبرو اپنے قلب کو حاضر نکرے - اوسکی محبت - اوسکا رنج - اوسکی امید
اوسکا خوف گویا اوس کے کل جذبات اونہین مستغرق ہو جاتے ہین - اور جب وہ
رات کو سونے کے لئے جاتا ہے تو یہ اوسکا آخری خیال ہوتا ہی اور جب صبح ہوتی ہی
تو موذن کی آواز سے یہی پہلا خیال اوس کے دل مین پیدا ہوتا ہے جبکہ وہ مکرّر

کہتا ہی الصلوۃ خیر من النوم۔

ساتوان باب

محاربات اسلامی بغرض حفاظت خود اختیاری

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ

(سورہ البقرۃ پارہ سیقول)

اسلام کی نسبت بالکل ناجایز و نامناسب طور پر کہا جاتا ہی کہ وہ تلوار کا مذہب ہی عیسائیونکا یہ معمولی مقولہ ہی کہ پیغمبر صاحب جب لڑائی پر جاتے تھے تو ایک ہاتھ مین تلوار ہوتی تھی اور دوسرے مین قرآن باوجودیکہ یہ بخوبی ثابت ہو چکا ہی کہ اونھون نے کبھی کسی لڑائی مین پیش دستی نہین کی۔ پس اونکی حیرت انگیز تلوار کی نسبت جو قصے بیان کئے جاتے ہین وہ محض افسانے ہین۔ روئے زمین پر مسیحی لوگ باقی ہین جو کسی دوسرے مذہب کے مقلدین پر خونریزی و بیرحمی کا الزام عائد کرتے ہین حالانکہ یہ مسلمہ امر ہے کہ تاریخ مین بجز مسیحی مذہب کے کسی دوسرے مذہب کا بیان ایسی ہیبت انگیز خونخواری کے ساتھ مندرج نہین ہی۔ لیکن چونکہ یہ الزام عائد ہو چکا ہے اور بالعموم یقین کیا جاتا ہی۔ لہذا مین اپنا فرض سمجھتا ہون کہ بعض واقعات کو نمایان کرون جنسے اس الزام

کی بے بنیادی ظاہر ہو اور اسلامی تاریخ کا ایک ایسا نقشہ پیش کرون جو ناظرین کی
نگاہون مین جدید ہو۔

ام رہین صاحب فاضل مصنف سرگذشت مسیح کا اپنی تصنیف مسلینیس اسٹیز مین جو
بمقام لندن حال مین شائع ہوئی ہی محمد صاحب کی وضع کے متعلق ایک ایسا خیال ظاہر
کرتا ہے جو دیگر مسیحی مصنفین سے بالکل مختلف ہی وہ لکھتا ہے۔

"محمد صاحب کی وضع اُن عادات وصفات کو بالکل غلط ثابت کرتی ہی جو معمولاً اونسے
منسوب کیجاتی ہین یعنی یہ کہ وہ اُولوالعزم و دلیر تھے۔ وہ عادتاً کمزور و غیر مستقل تھے
اور مشکل سے اپنی رائے پر بھروسا کرتے تھے یقیناً وہ عام طور پر بزدلی کے ساتھ
پیشقدمی کرتے تھے اور تقریباً ہمیشہ اپنے ہمراہیون کے جوش کو روکتے تھے"

رہین صاحب اصلیت واقعہ تک پہونچے لیکن اونھون نے نتیجہ نکالنے مین غلطی کی جو
اونھون نے اس کو محمد صاحب کی کمزوری اور غیر استقلالی پر محمول کیا کہ وہ حملہ مین سبقت
کی جرات نہین دلاتے تھے۔ محمد صاحب جنگ مین کبھی پیش دستی نہین کرتے تھے اور
تاوقتیکہ اپنے مقلدین کی جانون کا بچانا ضروری نہین سمجھ لیتے تھے استعمال اسلحہ
کی اجازت نہین دیتے تھے۔ اونکا قلب خدا کی محبت و انسانی ہمدردی سے معمور تھا
اور ہوس و انتقام کے خیالات کی گنجایش ہی نہ تھی۔ یہ بخوبی ظاہر ہو چکا ہے کہ جہانتک

ممکن ہوا اونھون نے نہایت سرگرمی سے اپنے مقلدین کو مجبور کیا کہ وہ اپنے دشمنون
کی ایذارسانی سے باز رہین اور اونپر جبر کرنے سے احتراز کرین۔

حیدرآباد دکن کے مولوی چراغ علی صاحب نے جو مشرق مین ایک بڑے عالم و
فاضل ہین اسکو حسب اطمینان ثابت کر دیا ہی کہ محمد صاحب کی لڑائیان ایذا رسان
نتھین اور اونھون نے کبھی کسی طریقہ سے ظلم اور تعدی کے ساتھ اسلام مین نو مرید
نہین طیار کیے۔

مین ان چند واقعات کا بلالحاظ لفظی حوالہ کے انتخاب کرتا ہون جنکو مولوی صاحب
مذکور الصدر نے قلمبند کیے ہین۔

محمد صاحب اور اونکے رفقاے نومسلم نے جو سخت مظالم مکہ مین اپنے شہری بھائیون
قبیلہ قریش کے ہاتھون سے اونکو کل مورخین تسلیم کرتے ہین۔ قرآن سے جسکی نسبت
کہنا چاہیے کہ یہ اس زمانہ کی یادداشت ہی جسوقت مین کہ محمد صاحب اور اونکے
مقلدین سے دشمنی کی گئی تھی۔ اس واقعہ کی کافی تصدیق ہوتی ہی۔ اسوقت کے
مسلمانون کے ساتھ بوجہ انحراف بت پرستی اور قبول کرلینے محمد صاحب کی تعلیم وحدانیت
کے صرف ظلم نہین کیا جاتا تھا بلکہ اونکے ساتھ انواع واقسام کے مظالم اور بد
سلوکیان ہوتی تھین تاکہ وہ لوگ اس مذہب کی طرف عود کرین جس کو اونھون نے

ترک کر دیا ہے۔

تکلیف اور صعوبت جور و ستم کو برداشت کرتے کرتے وہ چند مواقع پر مجبور ہوئے کہ اپنے گھرون سے بھاگ جائین اور اپنے تمامی خاندان و جائداد کو ظالمون کے ہاتھ مین چھوڑ دین۔ اوضون نے اسی راہ کو اختیار کیا بجائے اس کے کہ بت پرستی کی طرف بازگشت کرین۔ وہ نہایت مضبوطی سے اُس برحق خدا پر قایم رہے جسپر اعتقاد و اعتبار کے واسطے اونکے نبی نے ہدایت کی تھی۔ یہ کل واقعات قرآن کی آیات مندرجہ ذیل سے بتوضیح ثابت ہوتے ہین۔ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِن بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ۞ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۞

(پارہ ربما ۱۴ سورۃ نحل ۱۶)

ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ هَاجَرُوا مِن بَعْدِ مَا فُتِنُوا ثُمَّ جَاهَدُوا وَصَبَرُوا إِنَّ رَبَّكَ مِن بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۞ (سیقول سورۃ بقر)

سات آیات اور بھی ہین جو صراحتاً مسلمانون کی مظلومی پر دلالت کرتے ہین پیغمبر صاحب نے بذاتہ اپنے دشمنون کے ہاتھون سے انواع و اقسام کی ذلتین اور نقصانات برداشت کیے۔ چند بار وہ نماز گذاری سے روکے گئے اونکے اوپر لوگون نے تھوکا اور

خاک ڈالی اونھین کے عمامہ سے اونکی گردن باندھکر کعبہ سے باہر نکال دیا۔ اونھون نے یہ سب تحقیر نہایت عاجزی کے ساتھ گوارا کی - وہ روزانہ اپنے مقلدین کو دیکھتے تھے کہ اونکے ساتھ ظلم و بدسلوکیان کیجاتی ہین کیونکہ اوسوقت مین اُن لوگون کے محفوظ رکھنے کی قدرت اونمین نہتی اونکے چچا کی موت کے بعد اونکے قتل کرنیکی کوشش کی گئی لیکن وہ مکہ بھاگ جانے سے محفوظ رہے۔

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْیَقْتُلُوْکَ اَوْیُخْرِجُوْکَ ط وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ ط وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ ۵ (واعلموا - اسورہ الانفال)

۶۱۵ء مین مکہ کے قبیلہ قریش نے پیروان اسلام پر ظلم شروع کیا گیارہ آدمی بعض مع اپنے معہ اپنے خاندان کے ملک چھوڑ کر بھاگ گئے - اگرچہ نہایت سرگرمی سے اونکا تعاقب کیا گیا لیکن اُن لوگون نے بحر احمر[۱] کو عبور کرکے شاہ ابی سینا[۲] کے دربار مین جاکر پناہ لی - مظلوم مسلمانون کی یہ پہلی ہجرت تھی - قریشون نے اپنا ظلم بشدت جاری رکھا اور ایک جماعت ۱۰۰ مسلمانونکی ابی سینا مین جاکر سکونت گزین ہوئی - قریشیون نے ابی سینا کے دربار مین ایک ایلچی بھیجا تاکہ اون فراریون کو واپس بلاکر سزا دیجائے لیکن بادشاہ نے اُن لوگونکے دینے سے انکار کیا - دو برس بعد قریشیون نے

۱؎ عرب اور افریقہ کے درمیان حد فاصل ہے - طول چودہ سو میل - عرض دو سو تیس میل -
۲؎ عرب والے اسکو حبش کہتے ہین یہ ملک پہلے پرتگال والون کو معلوم ہوا - اس ملک مین اپریل سے لیکر ستمبر تک بارش ہوتی ہے - ۱۲

ایک معاندانہ سازش کی کہ مسلمانون اور اونکے معاونین کے ساتھ جملہ تعلقات متوقف کردئے جائین اور اُن لوگون کو تخویف و تعدی کے ساتھ شہر چھوڑنے پر مجبور کیا۔ تین برس تک اُن لوگون نے معہ پیغمبر صاحب و قبیلہ بنی ہاشم کے ابوطالب کے مکان مین اپنے کو محصور رکھا جہان وقتاً فوقتاً اوٹھون نے غذا کی قلت سے تکلیف برداشت کی۔ اس عہد نامہ افتراقی پر نہایت سرگرمی سے عملدرآمد ہوا اور تھوڑے دن تک اُن لوگون کے ساتھ دنیاوی کاروبار سے بالکل قطع تعلق کرلیا گیا۔ اُس ملکی و تمدنی فرمان کی یہ شرطین تھین کہ متذکرہ بالا مسلمانون سے رسم تزویج نرکھی جاے نہ اونسے خرید و فروخت کیجاے گویا کہ اونکے ساتھ کلیتہً جملہ تعلقات مسدود کردئے جائین اوس متبرک مہینے مین جبکہ سب لوگ مذہبی طور پر ظلم و تعدی سے احتراز کرتے تھے محمدؐ صاحب اپنے گوشۂ عزلت سے باہر نکلتے تھے اور بہ شمول حجاج مکہ وہان جاکر ترک بُت پرستی اور عبادت خداے واحد برحق کی تلقین و ہدایت کرتے تھے۔

شیب ابوطالب کوہ ابوقبیس کی چٹان کے نیچے تھا اور ایک پوشیدہ دروازہ تھا جو مسلمانون کو بیرونی مقام سے علیحدہ کئے ہوے تھا۔ وہان اُن لوگون کو وہ کل تکلیفین برداشت کرنی پڑین جو ایک محصور فوج کو ہوتی ہین۔ شہر کے بیرونی لوگ اوس کے اندر نیم جان بچون کی آواز سنتے تھے لیکن اگر وہ خواہش بھی کرتے تو اونکی مدد کرنے سے

مجبور تھے ۔ ایک طرف تو یہ تکلیف اور دوسری طرف وہ ظلم گویا یہ دونون حالتین تقریباً
تین برس تک جاری رہین کہ قبایلِ قریش کے پانچ سردارون نے اُس سازش سے علیحدہ
ہو کر عہدنامہ سابق سے پیمان شکنی کی اور مقیّد مسلمانون کو رہا کیا۔ یہ دسوان سال تھا
جسوقت کہ محمدؐ صاحب نے ہدایت شروع کی تھی ۔

اسی اثنا مین محمدؐ صاحب کے معزز و محافظ چچا ابو طالب نے انتقال کیا جسکے سبب سے
پھر وہ مصیبت مین پڑ گئے اور مظالم ابوسفیان و ابوجہل کے آماجگاہ ہو گئے۔ اُس باغی شہر
مین اُنکی تعداد بہت کم تھی اور یہ لوگ کسی طرح وہانکے سردارون سے ہمسری نہین کر سکتے
تھے ۔ اس نکتہ چینی کے زمانہ مین محمدؐ صاحب نے یا تو مکہ مین رہنا نامناسب خیال کیا یا اس
امید سے کہ کسی دوسری جگہ اونکی رسالت کی زیادہ تر مقبولیت ہو گی طائف کو چلے گئے
جو نجی تخف کا ایک قصبہ اور بت پرستی کا ایک قلعہ ہے وہان ایک سنگی مورت اللات نامی گران
قیمت لباس اور بیش بہا جواہرات سے آراستہ و پیراستہ رکھی ہوئی تھی اور اوس کی
پرستش اس طریقے سے کی جاتی تھی کہ گویا خدا کی لڑکیون مین سے وہ ایک لڑکی تھی ۔
یہان پیغمبر صاحب نے اُن لوگون کو ہدایت شروع کی جو گوش ناشنوا رکھتے تھے اور
نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ وہان کے خاص لوگ اُنکے ساتھ تضحیک و تذلیل سے پیش آئے اور پھر
یہ امر عوام الناس مین پھیل گیا۔ یہ اُس قصبے سے انواع و اقسام کی ذلتون کے ساتھ

نکال دیے گئے۔ نہایت سختی سے انکی زدوکوب ہوئی اور مجروح کیے گئے یہ اسوقت تک
مکہ مین واپس نہ آسکے جب تک عبد شمس ہاشم کے سردار معتم نے انکی حفاظت نہین کی۔
سالانہ حج مین پرستش کرنے والونکے ایک چھوٹی جماعت جو مدینہ سے آئی تھی محمد صاحب کی
ہدایت کی طرف راغب ہوئی اور اسلام قبول کیا اس سال مین انکی تعداد مین بارہ تک اضافہ
ہوا۔ من بعد ان لوگون نے محمد صاحب سے ملاقات کرکے فرمانبرداری کا حلف اوٹھایا
اور ایک ہدایت کنندہ مدینہ جانے کے واسطے مقرر کیا گیا جہان یہ جدید مذہب ایک
حیرت انگیز تیزی کے ساتھ پھیل گیا۔ جب حج کا دوسرا موقع آیا تو مدینہ کے ستر نومریدین
نے ضمانت کی کہ وہ لوگ محمد صاحب کی پیشوائی اور حفاظت اپنی جان و مال سے کرینگے
یہ سب کارروائی خفیہ طور پر کی گئی۔ لیکن جب قریش نے سنا تو اونھون سے اپنے مظالم
مین زیادتی کے ساتھ سختی شروع کی یہانتک کہ بعض مسلمان قید کیے گئے۔
محمد صاحب کو قریشون کے تعصب سے سخت تکلیف ہوئی اور یہ دیکھکر کہ ان لوگون نے
مستقل ارادہ کرلیا ہے کہ اپنے قبیلہ مین سچے مذہب کی ہدایت ہم کو نکرنے دین اپنی اعانت
و حفاظت کے واسطے دوسری سرزمین سے امیدوار ہوئے۔ اونھون نے باشندگان
مدینہ سے اپنی آمد و حفاظت کی خواستگاری کی اور ان لوگون نے وعدہ کیا کہ جسطرح
ہم لوگ اپنے عیال و اطفال کی حفاظت کرتے ہین اوسیطرح انکو بھی محفوظ رکھین گے

یہ ضروری ہے کہ اُس وقت کے حالات مروجہ کو نہایت حزم واحتیاط سے پیش نظر رکھنا
چاہیئے کیونکہ اُن واقعات سے مسلمانون کی اخیر کارروائیونکی بخوبی تصحیح ہو جائیگی
مدینہ کے نو مسلمین پر جنکے افعال باوجودیکہ حضرت رسالتمآب نہ تھے قریشیون کو شبہ ہوا
اور جتنے لوگ مکہ مین تھے اونکو گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی - وہ ایک نو مسلم کے
ساتھ جو اتفاقاً اونکے ہاتھ آگیا نہایت بیرحمی سے پیش آئے اور ظالمانہ کارروائی
پھر نہایت شدت سے شروع ہوگئی -

سر ولیم میور اپنی کتاب لائف آف محمد مین حسب ذیل عبارت لکھتے ہین -

"نو مسلمین مدینہ کی امداد اور ارادہ جلاوطنی کے شبہ نے قریشیون کے غضب کو
اور بھی مشتعل کردیا اور اس ظلم کا یہ نتیجہ ہوا کہ مسلمان لوگ مجبور ہوئے کہ وہ محمد صاحب
سے جلاوطنی کی اجازت حاصل کرین - دو وجوہ باہم متضاد واقع ہوگئے - مظالم
قریش کے سبب سے تو نو مسلمین کو ہجرت کی تعجیل تھی ادھر جا بجا ہجرت سے قریشیونکی
بیرحمی مین زیادہ تر اشتعال پیدا ہوتا تھا"

معتقدین کی ہجرت کے دو مہینے قبل (بجز اُن لوگون کے جو مقید ہوگئے تھے یا
غلامی سے آزادی نہ حاصل کرسکے اور بچون و عورتون کے) متعدد قبائل و خاندان
یکے بعد دیگرے خفیہ طور سے ہجرت کرین وجلاوطن ہوگئے یہانتک کہ شہر کے ایک دوا

محلے بالکل ویران ہوگئے۔ قریشون نے ایک مجلس شوریٰ منعقد کی اور آسمین محمدؐ صاحب کو
غیر مستحق حفاظت قانونی ٹھہرایا۔ وہ اپنے وفادار دوست ومقلد ابوبکرؓ کے ساتھ شہر سے
بھاگے اور قریشون نے اونکا تعاقب کیا اور یہ اعلان کیا کہ اگر وہ گرفتار ہوگئے تو فوراً
قتل کئے جائینگے وہ معہ ابوبکرؓ کے تین دن تک غار مین چھپے رہے اور پھر وہان سے
مدینہ کی طرف کوچ کیا۔

باوجود محمدؐ صاحب کی ہجرت اور اونکے مقلدین کی جلاوطنی کے قریشون کا بغض وعناد
ان لوگون کے ساتھ زیادہ ہی ہوتا گیا۔ بعض مسلمان جو اپنے اہل وعیال کو مجبوراً مکہ مین
چھوڑ گئے تھے اور وہ لوگ جو نومسلم تھے اور بوجہ علالت وضعف کے تارک الوطن ہونے
کے قابل نہ تھے اونکے ساتھ بھی نہایت بیدردی وبیرحمی سے بدسلوکیان کی گئین۔
وہ لوگ اپنے مکانون سے باہر کوچون مین نکال دیئے گئے۔ مکہ والون نے ممالکت
مدینہ پر چند بار یورش کی اور قبل اس کے کہ مسلمانون کے ساتھ کوئی جنگ واقع ہو وہ
لوگ اس مصمم ارادہ سے لڑائی پر تیار ہوئے کہ مسلمانون کو بالکل نیست ونابود کردینا
چاہئے۔ ان کل امور کا فطرتی وناگزیر نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان حفاظت خود اختیاری کی
غرض سے سامان حرب کی جانب رجوع ہونے پر مجبور ہوئے۔

مولوی چراغ علی صاحب فرماتے ہین۔ "مسلمانون کے لئے کافی وجوہ تھے

کہ وہ ایذا رسان کارروائی اختیار کرتے کیونکہ وہ اپنے اہل و عیال نیز اُن لوگوں کی
حفاظت کے خواستگار تھے جو اونکے ساتھ مکہ والون کے ظلم و تشدد کے سبب سے
ہجرت کرنیکے لائق نہ تھے لیکن اونھون نے کسی موقع پر اپنے کو بانی فساد نہین ثابت کیا
آوارہ و خانمان برباد ہو کر بھی اُن لوگون نے اسوقت تک آلات حرب کی طرف رجوع نہین
کیا جب تک کہ حفاظت خود اختیاری کے واسطے کلیۃً مجبور نہین ہوئے۔

اسوقت مین ان دونون فریق کے درمیان خلش پیدا کرنے والا اور معاملات کا پیچیدہ
بنانے والا ایک دوسرا آلہ بھی تھا یعنی مبالغہ آمیز قصے متعلق بہ ارادہ قریش مکہ سے
مدینہ پہونچتے تھے اور اسی طرح سے مکہ والون کو متواتر مدینہ کے مسلمانون کی افواہی خبرین
ملتی تھین کہ وہ لوگ جنگ کی تیاریان کر رہے ہین۔ چونکہ قریشی مسلمانونکی قلت تعداد
سے واقف تھے اسوجہ سے اونکا غیظ و غضب اور بھی زیادہ ہوتا تھا لیکن اگر پیغمبر صاحب
کے مقلدین کی تعداد بکثرت ہوتی تو یہ امر نہ ہوتا۔

محمد صاحب اور اونکے مقلدین کی یہ خواہش نہین تھی کہ جنگ کی تیاری کیجاتے وہ صلح کو
کل چیزون پر مقدم رکھتے تھے وہ اپنے لئے اور اپنے ارادتمندونکے واسطے
یہی چاہتے تھے کہ فعل و عمل کی پوری آزادی رہے اور مذہبی اعمال و ہدایت مین اونکے
ساتھ کوئی مزاحمت نکیجائے۔ مکہ والون نے اس سے انکار کیا اور تب اونھون نے

اپنے معتقدین کو صلاح دی کہ وہ لوگ شہر کو چھوڑ دین اور کوئی دوسری جگہ امن کی
تلاش کرین ہجرت کے بعد قریشیونکی عداوت محمد صاحب اور اونکے معتقدین سے بہ نسبت پہلے
کے زیادہ ہو گئی - قرص ابو جابر جو قزاقان قریش کا سردار تھا ایک مرتبہ مدینہ والونکے
اونٹون پر جبکہ وہ میدان مین شہر سے چند میل کے فاصلہ پر چر رہے تھے حملہ آور ہوا اور لیگیا
اسی قسم کے متعدد ہنگامے ان لوگون نے کئے لیکن مسلمانون کی طرف سے اسوقت تک اپنے
فوائد کے انتظام و حفاظت کی کوئی کوشش نہین کی گئی جب تک کہ قریشیون نے ۹۵۰
سپاہیونکی فوج ہمراہ لیکر جسمین سات سو شتر سوار اور تین سو اسپ سوار تھے مکہ سے کوچ کر کے
جانب مدینہ پیشقدمی نہین کی اور مدینہ مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ وہ لوگ جملہ مسلمانون کے
قتل کے واسطے آتے ہین - بلحاظ اونکی سابق کی ظالمانہ کارروائیونکے یہ قصہ ممکن الوقوع
معلوم ہوا اور تین سو پانچ آدمی اونکی پیشقدمی کے انسداد کے واسطے روانہ کئے گئے دونون
فوجون کا بمقام بدر مکہ سے نو منزل کے فاصلہ پر مقابلہ ہوا اور ایک مختصر لیکن خوفناک
جنگ ہوئی جسمین قریشیون نے شکست کھائی - دونون فریق کے درمیان یہ پہلی لڑائی تھی
اسکے پہلے محمد صاحب ہمیشہ اپنے معتقدین کو مجبور کرتے رہے کہ وہ لوگ اہالیان مکہ کی جفاؤن
کو تحمل سے برداشت کرین اور اونکی ایذا رسانی سے باز رہین - لیکن جب قریشی نو سو پچاس
سپاہیونکی فوج کے ساتھ مدینہ کی جانب کوچ کرتے نظر آتے تو اس موقع پر دو سوال پیدا

ہو گئے - یا تو حفاظت خود اختیاری کیجائے یا قتل ہونا منظور کیا جائے اونھون نے اول الذکر کو اختیار کیا اور یہ یقین کیا کہ خدا نے اونکی قلیل جماعت کو دشمنون پر فتحیابی کی طاقت عطا کی - جنگ بدر کے بعد مسلمانون کو یہ امید ہوتی کہ مکہ والون کو شکست دینے سے اب تھوڑے دن تک امن کے ساتھ بسر ہوگی لیکن ابوسفیان نے جو قریشیون کا سردار تھا دو سو سوار لیکر اتفاقی و ناگہانی طور پر حملہ کر کے اونکی زراعت و باغات کو جو شہر سے جانب شمال و مشرق واقع تھے پامال و برباد کر دیا اور محمد صاحب مدینہ والون کو اندیشہ و پریشانی مین ڈال دیا - سلیم و غطفان کے خانہ بدوش طائفون نے جو قریشیون کے ہم نسل تھے غالباً انکی تحریک سے یا کم سے کم ابوسفیان کی دیکھا دیکھی دو مرتبہ مجتمع ہو کر مدینہ پر غارت کنان حملہ کیا اور یہ حرکت اونکی عادات قزاقی کے بالکل مطابق تھی -

دوسری مرتبہ قریشیون نے مدینہ پر حملہ کرنے کے واسطے بڑی تیاریان کین اور جنگ بدر کے ایک سال بعد وہ لوگ مع تین ہزار فوج کے جسمین سات سو زرہ پوش سپاہی اور دو سو عمدہ سوار تھے شہر مدینہ کی جانب کوچ کیا - مدینہ پہونچنے سے پہلے اُن لوگون نے ایک وسیع اور سرسبز میدان مین جو احد کے جانب مغرب واقع ہے اپنے خیمے نصب کئے - مسلمانون نے سات سو سپاہیون اور دو سو سوارون کے ہمراہ مقابلہ کیا او شکست دی - یہ شکست اونکے لئے امید سے زیادہ باعث مصیبت ثابت ہوئی کیونکہ بدو نکی ایک کثیر تعداد اونکی دشمنی پر آمادہ

آمادہ ہوگئی۔ بنی اسد کا ایک طاقتور قبیلہ قریشیوں کے ساتھ نجد میں شامل ہوگیا اور حوالی مکہ کے بنی طیان مدینہ پر حملہ کے واسطے تیار ہوگئے۔ بہت سے محمدی واعظین جو ہدایت اصول مذہب اسلام کے واسطے باہر گئے ہوئے تھے قتل کیے گئے۔ وہ گروہ قزاقان نے بھی شہر پر حملہ کی دھمکی دی اور بنی مصطلق نے قریش کے مجوزہ حملہ میں شریک ہونے کے واسطے فوج تیار کی۔

ابو سفیان نے جبکہ میدان احد سے واپس جارہا تھا مسلمانوں کو ایک جدید حملہ کی تخویف کی اور عمرؓ سے کہا "کہ ہم لوگ بدر میں پھر ملینگے ایک سال گزرنے دو"

قریشیوں نے موسم سرما آئندہ لڑائی کے واسطے پسند کیا اور "بدوں" کی فوج ملا کر دس ہزار کی جمعیت کے ساتھ اونھوں نے مسلمانوں سے مقابلہ کے واسطے مدینہ کی جانب کوچ کیا۔ اور اُس شہر کا محاصرہ کرلیا۔ مسلمانوں نے شہر کے چاروں طرف خندق کھود کر اوسکی حفاظت کی اور اوسی میں اپنی مورچہ بندی کی۔ اوسوقت میں ابو سفیان کو قبیلہ قریظہ کے یہودیوں کے بہکانے میں کامیابی ہوئی کہ وہ لوگ محمد صاحب کی اطاعت سے منکر ہوجائیں اور اس طرح سے گویا اوسنے مسلمانوں کی قوت کو کمزور کیا۔ قریشیوں نے ایک مجموعی حملہ کیا اور ہمت ہار گئے۔ ناقص موسم شروع ہوگیا اور مکہ والے ہمت ہار گئے۔ اسوجہ سے ابو سفیان نے اون لوگوں کو مکہ واپس جانے کا حکم دیا۔ یہ اخیر

لڑائی مسلمانون اور قریشیون کے درمیان ہوئی۔
مکّہ سے نکلے ہوئے محمدؐ صاحب کو چھ برس گزر گئے تھے اور اس عرصہ مین نہ تو اونھون نے
اور نہ اونکے مقلدین نے کعبہ کی زیارت کی جو اُسوقت مین بھی ایک متبرک معبد سمجھا جاتا
تھا۔ اور نہ وہ لوگ سالانہ حج مین شریک ہوئے تھے جو اونکی تمدنی و مذہبی زندگی کا
ایک جزو اعظم تھا۔ پس اونھون نے یہ قطعی ارادہ کیا کہ ذیقعدہ کے مہینے مین مکہ
جاکر چھوٹا حج کیا جائے کیونکہ اس مہینے مین مُلک عرب مین جنگ ناجائز تھی۔
پندرہ سو دیندار و صالح عبادت گزارون کو لیکر وہ مکہ روانہ ہوئے۔ اور بجز اُس اسلحہ
کے جو مسافرون کے واسطے ضروری ہی یعنی تلوار نیام کردہ اور کچھ اُن لوگون کے پاس
نہ تھا۔ قریشی حاجیون کی آمد سنکر اور اونکے مقصد کی بابت غلط فہمی کرکے مع اپنے
رفیقون و گرد و نواح کے قبیلون کے فوراً مسلح ہو گئے اور سفر کرنے والی جماعت کی مزاحمت
کو روانہ ہوئے۔ اُن لوگون سے حُدیبیہ مین ملاقات ہوئی اور اصل غرض ظاہر ہوئی
اور ایک صلحنامہ باتفاق رائے فریقین مرتب کیا گیا کہ دس برس تک جملہ مخاصمت
ملتوی کیجائے۔ ہر فریق نے ذمہ داری کی کہ اس عرصہ مین ایک دوسرے پر حملہ
کرنے سے باز رہین گے۔ جو شخص مسلمانون کی شرکت چاہے اوس کو اس کام کی پوری
آزادی حاصل رہے۔ عہدنامہ کی مندرجہ ذیل شرائط اور بھی تھین۔

"اگر کوئی شخص بلا اجازت اپنے ولی کے محمد صاحب کے پاس جاتے تو وہ اوس کو ولی کے پاس واپس بھیجدیں۔ لیکن اگر کوئی شخص محمد صاحب کے مقلدین میں سے قریش کے پاس جاتے تو وہ واپس نکیا جاتے گا۔ محمد صاحب اور اونکے مقلدین اس سال واپس جائیں اور ہمارے شہر میں داخل ہوں۔ آیندہ سال میں وہ مع اپنے مقلدین کے تین دن تک مکہ کی زیارت کر سکتے ہیں جبکہ ہم لوگ وہاں سے واپس ہو جائینگے۔ لیکن وہ لوگ وہاں معہ اسلحہ کے نہیں داخل ہو سکتے بجز اسکے کہ جو مسافروں کو ضروری ہے یعنی نیام کردہ تلوار" یہ عہدنامہ اُسوقت تک قایم رہا جبتک قریشوں نے پیمان شکنی نہیں کی اور چند مسلمانوں کو فریب سے قتل نہیں کر ڈالا۔ محمد صاحب نے جو جمعیت واعظین بھیجی اوسکو بالکل ناکامی ہوئی کیونکہ جو لوگ اس میں شامل ہوتے وہ قتل کئے گئے۔ ایک جماعت بنی سلیم کے پاس اشاعت حقایق اسلام کے واسطے بھیجی گئی اور وہ قتل کی گئی اور یہی حال اس گروہ کا بھی ہوا جو بنی لیث کے پاس بھیجا گیا۔ ایک گروہ فدک کی جانب بھیجا گیا اور بنی مرا نے ان لوگوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ دوسری جماعت ذات عطالی طرف دعوت اسلام کے واسطے بھیجی گئی اوس میں ہر شخص قتل کر ڈالا گیا صرف ایک آدمی نے بھاگ کر جان بچائی۔ چونکہ ان جرایم کی کوئی سزا نہیں دی گئی اسوجہ سے قریشوں کو عہدنامہ سے انحراف کی زیادہ جرأت ہو گئی۔ ہجرت کے اٹھویں سال میں محمد صاحب نے

ان لوگون کے مقابلے اور مظلومین خود کی حفاظت کے واسطے مکہ والون سے اونکی عہدشکنی کا جواب لینے کی غرض سے کوچ کیا۔ قریشون نے مسلمانون کو آتے دیکھکر فوراً شہر اونکے حوالے کردیا۔ محمد صاحب اسلامی فوج کے سردار بنکر مکہ مین داخل ہوئے یہ امر قابل یادداشت ہی کہ نہ تو ایک قطرہ خون کا گرایا گیا نہ کوئی مکان لوٹا گیا اور نہ کوئی عورت بے حرمت کی گئی۔ باوجودیکہ یہ وہی شہر تھا جہان محمد صاحب پر نہایت بیرحمی سے ظلم کیا گیا تھا اور وہ بے خانمان و مفلس بنا کر ایک فراری کی طرح نکال دیے گئے تھے اگر انکو انتقام کی خواہش ہوتی تو یہ موقع بہت اچھا تھا لیکن تاریخ سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ ایسے حلیم عفو کرنے والے اور برادرانہ محبت رکھنے والے تھے کہ صدہا اہالیان مکہ اونکے مقلدین مین شامل ہوگئے۔ اسطرح وہ عملی طور پر مکہ و مدینہ دونون کے حکمران ہوگئے لیکن اونھون نے مدینہ مین سکونت جاری رکھی۔

واقعات متذکرہ بالا سے جنکی صحت کی تصدیق مسیحی مورخین بھی اسی طرح کرتے ہین جسطرح اسلامی مورخین معلوم ہوا ہوگا کہ قریشون کے ساتھ مسلمانونکی لڑائیان محض اپنی حفاظت کے واسطے تھین درآنحالیکہ اول الذکر ظلم کنندہ تھے۔

گبن[1] لکھتا ہی۔ "قدرت کے قانون مین ہر شخص اپنی ذات و ملکیت کی حفاظت کا حق بذریعہ

[1] اڈورڈ گبن۔ ایک مشہور و معروف مورخ ہی۔ آکسفورڈ کے میگڈالن کالج مین تعلیم پائی تھی ۱۷۵۳ء مین اوسنے رومن کیتھلک چرچ کا عقیدہ اختیار کیا لیکن اٹھارہ مہینے بعد پھر پروٹسٹنٹ ہوگیا۔ گریک۔ فرینچ اور لٹن یہ تین زبانین اوسنے نہایت قابلیت سے حاصل کین۔ عنفوان شباب مین ایک پادری کی لڑکی سے اسکو عشق ہوا۔ لیکن والدین کی نارضامندی کے سبب سے شادی نہوسکی۔ گبن نے پھر اپنی شادی نہین کی ۱۷۷۶ء مین اوسکی مشہور تاریخ ادبار و تنزل روم کا پہلا حصہ شائع ہوا اور مین بعد بقیہ حصص شائع ہوتے۔ ولادت ۱۷۳۷ء و وفات ۱۷۹۴ء۔ (مترجم)

اسلحہ رکھتا ہی۔ اپنے دشمنون کو دفع کرسکتا ہی یا اونکی تعدی کا بدلا لے سکتا ہی اور اپنے
انتقام و معاوضہ کو ایک مناسب حد تک وسیع کرسکتا ہی۔ عرب کی آزاد سوسائٹی مین رعایا
اور شہریون کے فرایض نے ایک کمزور مزاحمت کی اور محمد صاحب کو اونکے ہموطنونکی نااتفاقی
نے اسوقت مین محروم و جلاوطن کیا جسوقت مین کہ وہ اپنے خیراندیش و صلح آمیز رسالت کا
عملدرآمد کررہے تھے۔"

گبن نے اپنے اصول کے مطابق جو نتیجہ مستخرج کیا ہے یقیناً اُس کو ہر شخص تسلیم
کریگا۔ ابتدا مین مسلمانون کو مکہ مین نہ تو آزادی حاصل تھی اور نہ اونکو امن ملتا تھا۔
وہ مذہبی آزادی سے بھی محروم کئے گئے باوجودیکہ وہ لوگ اپنی جماعت کے مسکین و بیگناہ
اشخاص تھے علاوہ اس کے وہ اپنے مسکن سے خارج کئے گئے اور بعض مواقع پر اونھون
نے اپنے عیال و جائداد کو ظالمون کے ہاتھ مین چھوڑ دیا۔ مکہ مین واپس آنے سے باز رکھے
گئے۔ متبرک معبد مین داخل ہونے سے ممنوع کئے گئے مدینہ تک اونکا تعاقب ہوا
جہان اہالیان مکہ نے اونپر حملہ کیا۔ مسلمانو نکے ساتھ قریشیون کا جبر و ظلم مذہبی
بُنیاد پر تھا۔ وہ معتقدین کو اسکی اجازت نہین دینی چاہتے تھے کہ وہ لوگ اپنے آباو اجداد
کے مذہب سے انکار کرین اور اسلام قبول کرین۔ اونمین ایسی سختی و بیدردی سے تعصب تھا
کہ اونھون نے بعض نومعتقدین کو اذیت و عقوبت مین رکھا تاکہ اُن لوگون کو پھر مرتد و بت پرست

ہونے پر مجبور کرین۔

مسلمانون کو بھی حق حاصل تھا کہ وہ مکہ والون کے مظالم و تعصب کا انسداد کرین اور اسلحہ کے ذریعہ سے اپنے کو برقرار رکھین تاکہ اونکو بھی آزادی حاصل ہوجاے اور اپنے مذہب کے ارکان ادا کرسکین۔

جیساکہ بعض متعصب کاذب مصنفین نے لکھا ہے اوسکی کوئی مثال اسلامی تاریخ میں بزمانہ حیات محمد صاحب نہین ملتی کہ مسلمان انتقام کے واسطے لڑے ہون یا اپنے مذہب کو بزور شمشیر رائج کرنا چاہا ہو کسی کاروان کو جو مدینہ کی سمت سے گذرا ہو لوٹ لیا ہو۔ مسلمانون کو اس وجہ سے لڑنے کی اجازت دی گئی کہ اون سے مقابلہ کیا جاتا تھا اور پہلے اونپر حملہ ہوتا تھا۔ اونپر تشدد کیا گیا تھا اور بلا کسی جائز سبب کے جلاوطن کردیے گئے تھے۔ مدینہ کے لوگ صرف محمد صاحب کی حفاظت کے ضامن ہوئے تھے کہ اونکو دشمنون کے حملے سے محفوظ رکھین گے اور یہ خیال بالکل مہمل ہے کہ مدینہ والون نے اونکو اجازت دے رکھی تھی کہ وہ قریشیون کے اُن کاروانون کو جاکر غارت کرین جو مدینہ کے سمت سے گزرین۔

سر سید احمد خان بہادر کے سی۔ ایس۔ آئی رقمطراز ہین۔ "یہ بیان کہ تلوار منکرین اسلام کے واسطے ناگزیر تھی اُن الزامات مین سے ایک بڑا الزام ہے جو بالکل باطل

طور سے دیگر مذاہب والے اس مذہب پر عائد کرتے ہین اور یہ بیان الزام لگانے والون کی تمامتر جہالت سے پیدا ہوتا ہے - اسلام جن امور کی ہدایت کرتا ہے اونکے واسطے قلبی اور صدق دل سے اعتقاد چاہتا ہے اور وہ ایسا خالص عقیدہ ہوتا ہے جو بظلم تشدد نہین حاصل ہو سکتا - صاحب امتیاز ناظرین کو اس امر کے غور کرنے مین ناکامی نہوگی کہ یہ الزام اسلامی مذہب کے اصول ہادی سے تمامتر مخالف ہے - کیونکہ حتی الامکان ایک واضح عبارت مین اسکی تصریح کی گئی ہے - لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی -
جس اصول پر حضرت موسیٰ کو تلوار کے استعمال کی اجازت دی گئی تھی کہ بلا استثنائی شخص واحد کل مشرکین و ملحدین نیست ونابود کر دئے جائین اوسکی مطابقت کسی طرح اسلام کے ساتھ نہین ہو سکتی - محمدی لوگون نے اسواسطے تلوار نہین پکڑی تھی کہ ملحدین و مشرکین کو قتل کرین یا نوک شمشیر سے لوگون کو مسلمان ہونے پر مجبور کرین - بلکہ اسواسطے تلوار ہاتھ مین لی تھی کہ جاودانی حقیقت اور خدا کی وحدانیت کو تمامی کرۂ ارض پر شائع کرین -
اسلام مین یہ بہت عمدہ اور نہایت قابل تحسین فعل ہے کہ اُس خداے واحد کے وجود کی جو نظرون سے نہان ہے ہدایت و اشاعت کرین - یہ نہایت مشکل سے امید کی جا سکتی تھی کہ ملحدین کے مُلکون مین اُن مسلمانون کی حفاظت کا کوئی کافی بندوبست ہو سکیگا جو عبادت خداے واحد کی علانیہ طور پر تعلیم و ہدایت و ترغیب دیتے ہین - اور تب اُس

وقت تلوار کی جانب توجہ مبذول کی جاتی تھی تاکہ اسلامی قوت کی ترجیح قایم رہے اور
اُن مسلمانون کے واسطے حفظ و امن برقرار رہے جو اپنے خوشگوار مذہب کے اصول
کی ہدایت کے واسطے منتخب کئے جائین اور یہ لوگ آرام سے اُن ملکون مین ایسی عادات
کے ساتھ بسر کرین کہ اونکے طرز زندگی اور اطوار سے منکرین سبق حاصل کرین تاکہ مسلمان
امن سے زندگی بسر کرین اور صرف برحق خدائے واحد کی عبادت کا طریقہ تعلیم کرین
مندرجہ ذیل تین صورتون مین سے ایک صورت سے حاصل ہوسکتا تھا۔ اول تو یہ کہ تبدیل
مذہب کا اختیار ہو۔ دوسرے یہ کہ عہد و پیمان کے ذریعے سے امن و امان قایم رہے
اور تیسری صورت فتح کے ذریعہ سے تھی۔ پس جسوقت امر مطلوبہ حاصل ہوجاتا فوراً تلوار
نیام مین رکھ لیجاتی تھی اگر امن و آسایش اخیر کے کسی دو طریق متذکرۂ بالا سے قایم
ہوجاتی تھی تو کوئی فریق ایک دوسرے کے مذہبی امور مین دست اندازی نہین کرتا تھا
اور ہر شخص کو اپنے جملہ مذہبی آئین و رسوم کے ادا کرنے کی گو وہ کسی قسم کے ہون بلا کسی تعرض
کے آزادی تھی"۔

جو لوگ یہ یقین کرتے ہین کہ مسلمانون نے بیرحمی سنگدلی اور تعصب سے خونریزی
کی اونکو چاہئے کہ محمد صاحب اور اونکے خلفاء کے زمانہ مین عرب کے حالات موجودہ پر
غور کرین اور تامل کے ساتھ اُن تاریخی واقعات پر جو صحیح و معتبر ہین اور محمد صاحب و

اونکے مقلدین کے قایم کردہ وضع کے مطابق ہین خوض کرین۔

[1] تھامس کارلایل اپنی کتاب مین نہایت وضاحت سے مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہین
"قوم عرب کے واسطے اسلام کا ظہور ایسا تھا کہ گویا ظلمت مین ایک شعلہ متجلی ہو گیا۔ ملک عرب پہلے اسی کے ذریعے سے زندہ ہوا۔ ایک بے حقیقت قوم شبان جو خلقت دنیا سے لیکر اسوقت تک بیابانون مین آوارہ گرد پھرتی تھی اور کسی کو اوسکی جانب توجہ نہ تھی۔ اونکے پاس ایک بہادر پیغمبر ایک ایسے پیغام کے ساتھ بھیجا گیا جسپر اُن لوگون نے اعتقاد کیا۔ دیکھو وہی قوم جسکی طرف کسی کو بھی توجہ نہ تھی اب تمام دنیا کی نگاہین اوسی کی جانب ہین وہی چھوٹی قوم ترقی کرکے عظیم الشان ہو گئی ہے۔ ملک عرب ایک سمت مین گرنیڈا [2] تک ہے اور دوسری سمت مین دہلی تک وہ اپنی عظمت وجلالت کی جھلک دکھلا رہا ہے۔ ملک عرب مدت دراز سے اپنی روشنی تمامی قطعہ دنیا مین پھیلا رہا ہے اعتقاد مین ایک جان بخش قوت ہوتی ہے قومی تاریخ اوسیقدر جلد بارآور و روح افزا ہوجاتی ہے جسقدر جلد وہ اعتقاد کرلیتی ہے۔ وہ اعرابی۔ وجوا مرد محمد اور صرف ایک صدی۔ کیا یہ مثل ایسی چنگاری کے نہین ہے جو زمین پہ گرکے بالکل خاک سیاہ و ناقابل لحاظ ہوجاتی ہے

---

[1] تھامس کارلایل۔ اونیسوین صدی مین ایک مشہور ومعروف مصنف گذرا ہے۔ پیدایش بمقام اسکاٹلینڈ ۱۷۹۵ء موت ۱۸۸۱ء۔ [2] گرنیڈا اسپین کے دکن جانب ایک شہر ہے۔ آٹھوین صدی مین اسکی بنیاد ہوئی اور تیرہوین صدی مین یہ دار السلطنت قرار پایا اوسوقت مین یہ ایسا وسیع اور دولتمند شہر تہا کہ اسکی مردم شماری چار لاکھ کی تھی۔

لیکن واہ دیکھو اس چنگاری نے اپنے مین بارود کی خاصیت پیدا کی۔ آسمان کی بلندی تک مشتعل ہو گئی اور دہلی سے گریناڈا تک پھیل گئی۔"

جان ڈیون پورٹ ایک دوسرا عیسائی رقمطراز ہے۔

"یہ اُن لوگوں کی ایک ہیبت ناک غلطی ہے جنھوں نے خیال کرلیا ہے یا اب تک خیال کرتے ہیں کہ جو مذہب قرآن نے سکھلایا اوسکی اشاعت محض تلوار سے کی گئی کیونکہ غیر متعصب اشخاص اسکو ضرور تسلیم کرلینگے کہ محمد صاحب کے مذہب مین انسانی قربانی کے قصاص مین نماز و زکوٰۃ قایم کی گئی اور بعوض عناد و دائمی فسادات کے نفع رسانی و تمدنی نیکیان جاری کی گئین جسکے سبب سے تہذیب و شایستگی پر بہت بڑا اثر مترتب ہوا اور جو مشرقی دُنیا کے واسطے ایک حقیقی برکت کا باعث تھا پس اُسکو اُن خونخوار ذریعون کی جنکو حضرت موسیٰ نے بیدردی و بے احتیاطی کے ساتھ استیصال بُت پرستی کے واسطے استعمال کئے کچھ ضرورت نہ تھی۔

پس یہ کیسی فضول و مہمل بات ہے کہ محض بے فایدہ طعن گستاخانہ و بیان جاہلانہ اُن زبردست ذریعون پر کئے جائین جنکو یدِ قدرت نے بوساطت سلسلہ زمانہ دراز نوع انسان کے خیالات اور اصول مذہب پر اثر پہونچانے کے واسطے قایم کیا ہے اگر بانی مذہب کی ذاتی حالت نے صرف طریق مذہب پر اوسکی غیر معمولی ترقی و عروج

کی مناسبت سے لحاظ کیا جاتے تو اسمین بہت زیادہ دلچسپی ہوگی اور کسی قسم کا شبہ نہوگا لیکن جن لوگون نے محمدی اور مسیحی حسن و قبح کو بہ تقابل تحقیق کیا ہی اور سمجھ لیا ہے اونمین سے شاذ و نادر ایسے ہین جو اس جانچ پرتال کے بعد کسی وقت مین متحیر و مشوش نہوے ہون اور صرف اسی امر کے تسلیم کرنے پر مجبور نہین کہ محمدی مذہب بہت سے سودمند و دانشمندانہ مقاصد پر مبنی ہی بلکہ اسکے بھی معترف ہوے کہ وہ اپنی ایجاد مین ایک مختتم سبیل رفاہ و بہبود کی ہے"

آٹھوان باب

امریکہ کی اسلامی انجمن

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤى ۙ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ؕ (پارہ عم تیساءون سورۂ علق)

اسقدر غلط اطلاعین متعلقہ تحریرات مسلمانان شرقی براے رواج طریق اسلامی بمقام امریکہ مشتہر ہو چکی ہین کہ اب ان مقاصد کا بہ نسبت سابق کے زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کرنا لازم ہوا —

امریکہ کی اسلامی انجمن محض تعلیمی ہے اگرچہ اسلامی واعظین جب اونکی ضرورت
ہوگی یہان آکر ملک کے مختلف حصّون مین وعظ کہین گے۔ لیکن سردست متفقہ
کوششون کا یہ کام ہوگا کہ ذی فہم گروہون کو تبلایا جاتے کہ محمد صاحب کون اور
کیا تھے اور اونھون نے حقیقتاً کیا ہدایت کی۔ اور کذب و غلطی کی وہ عمارت
جس کو متعصب جاہل مصنفین صدہا سال سے اسلام کے برخلاف استادہ
وتعمیر کر رہے ہین مسمار کی جاتے۔ اس کوشش کی عظمت کو اوس حقیقت کے
ساتھ کوئی شخص نہین سمجھتا جتنی کہ میرے نزدیک ہے لیکن مجھے امریکہ والون
کی فراست وانصاف سے پورا بھروسہ ہے اور اونکی اس خواہش سے
بخوبی اطمینان ہے کہ وہ ہر ایک ایسے دعوی کی طرف صفائی اور بلاطرفداری
کے التفات کرتے ہین جو اونکے سامنے ٹھیک طور پر پیش کیا جاتے۔
اسکے متعلق پہلی کارروائی یہ ہوگی کہ ایک ہفتہ وار اخبار کا بندوبست کیا جاتے
جسمین اسلامی اصول و قواعد اور اوس کے متعلق مباحث بالتصریح مندرج کئے جائین
اور دنیا کے کل حصونکی مختلف خبرین و مضامین مسلمانون کے مذاق کے مطابق
شائع ہون۔ اس اخبار سے یہ امید کی جاتی ہے کہ یہ ہمارے ملک کے ذکی الطبع
گروہ اور اسلامی دنیا کے درمیان مراسلات پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہوگا۔ اس پرچہ

مین ہندوستان مصر اور ٹرکی کے فاضل آدمیون کے مضامین شائع ہونگے اور عربی و فارسی - اردو - گجراتی تصنیفات کے ترجمے مندرج ہونگے جو ابتک انگریزی مین موجود نہین ہین اور اس کا اصلی نتیجہ یہ ہوگا کہ اس سے عربی و فارسی علوم کی تحصیل کا شوق ہوگا اور اس سے مغربی دنیا کو اسلامی تاریخ و اسلامی قوانین سے زیادہ ترعمدگی سے واقفیت ہوگی بہ نسبت اسکے کہ کسی دوسرے طریقے سے یہ معلومات حاصل کی جاتی -

علاوہ اس اخبار کے ایک لکچر روم اور کتب خانہ قایم کیا جائیگا جہان شائقین آزادی سے اسلامی علوم کی تحصیل اور اُن فاضل مولویون سے گفتگو کرسکتے ہین جنکی نیویارک مین آنے کی امید اگست یا ستمبر تک ہے - کتابون کی اشاعت کا ایک کارخانہ جاری کیا جاے گا جہان سے اسلامی کتابین اور رسالے شایع ہونگے - یہ تحریک مشرق مین بہت دنون تک معرض غور مین رہی اور یہ اوسی کامل غور و خوض کا نتیجہ ہے - گرجا کی عیسائیت کا ظاہر و صریحی ادبار اور ادھر کے بڑے شہرونکے دانشمند و ترقی کرنے والے لوگون کا اُس طریقہ سے برگشتہ ہونا اس یقین کی جراءت دلاتا ہے کہ وہ زمانہ آگیا جس مین حق مذہب کی اشاعت نصف کرہ شرقی سے لیکر نصف کرہ غربی تک کیجاتے - اس مذہب کا اسقدر اشاعت پذیر ہونا تھوڑے

شروع ہوا ہے۔ پانچ برس سے کم ہوئے کہ اس نے انگلستان مین بتدریج ترقی شروع کی اور لورپول مین ایک قلیل جماعت مقلدین کی پیدا کرلی۔ اب اُس شہر مین ایک مسجد و اسلامی مدرسہ و بورڈنگ ہاؤس ہے۔

اس مین شبہ کرنے کی کوئی معقول وجہ نہین ہی کہ امریکہ مین اسکی ترقی بہ نسبت انگلستان کے زیادہ تیزی سے ہوگی۔ انجمن اسلامیہ امریکہ کے موجد اور اس مین ابتدا سے بہ تمام وکمال دلچسپی حاصل کرنے والے مدینہ کے حاجی عبداللہ عرب ہین یہ ایک دولتمند سوداگر ہین اور انکا کاروبار تجارت جدہ۔ بمبئی۔ کلکتہ اور سنگاپور مین ہی اور یہ اپنے مذہبی امور مین بہت کچھ مصروف رہتے ہین۔ یہ انسانیت کے ایک اعلیٰ نمونہ اور زندہ تمثیل ہین۔ مجھے ایسے آدمیون سے ملنے کا بہت کم اتفاق ہوا۔ یہ ممکن ہی کہ آدمی دولتمند اور اپنے کاروبار مین مستعد ہو اور باوجود اس کے مثل معصوم بچہ کے اوسکے خیالات پاکیزہ ہون اور وہ برحق خدائے واحد کے ایک عبادت گزار ہین۔

اگست ۱۸۹۱ء مین مینے عبداللہ کرسے جو میونسپل کونسل بمبئی کے ممبر اور ایک اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ ہین مراسلت شروع کی۔ یہ مراسلت جانبین کی آگاہی کے واسطے شروع ہوئی اور اسکے ذریعہ سے مجھکو حاجی عبداللہ عرب سے واقفیت ہوئی جنھون نے

مارچ ۱۹۲۶ء میں بمقام منیلا ملاقات کی اور میرے مکان پر قیام کرکے امریکہ کی اسلامی انجمن کی بابت گفتگو کی۔ اونھون نے قطعی رائے قایم کرلی ہے کہ اپنی اس بڑی جائداد کا ایک ثلث اس کام مین صرف کرینگے اور یہ بھروسہ کیا کہ دوسرے لوگ بھی اگر آزادی سے اس مین شامل ہونگے۔ حاجی صاحب کو اسمین دھوکھا نہین ہوا، کیونکہ دسمبر مین بمقام بمبئی ایک کمیٹی مقرر ہوئی جس مین بدرالدین عبداللہ کُر سکرٹری کئے گئے اور یہ تجویز ہوئی کہ مذہب اسلام کی اشاعت کیجائے اور اس کام کے واسطے ضروری اخراجات مہیّا کئے جائین۔ مندرجہ ذیل اصحاب اُس کمیٹی کے ممبر ہین۔

پریسیڈنٹ } سیٹھ حاجی جان محمد یوسف اسکوایر۔ جے۔ پی۔

وائیس پریسیڈنٹ } خان بہادر قاضی شہاب الدین سی۔ آئی۔ ای۔ انریبل مسٹر فضل بھائی کریم بھائی و حاجی یوسف محمد سلیمان۔

ٹرسٹی } سیٹھ حاجی جان محمد یوسف۔ انریبل مسٹر فضل بھائی وسرم۔ حاجی یوسف محمد سلیمان۔ حاجی ہاشم بن عبداللہ صاحب نورانی۔ و حاجی ہاشم نورانی۔

سکرٹری } بدرالدین عبداللہ کُر۔ مہرعلی دھرم سائی۔

ممبر } موسیٰ طاہر پاٹوپان۔ حاجی عبدالرحمن قادیانی۔ حاجی سلیمان الیاس

حاجی آدم صدیق - ڈانڈ بھائی - موسیٰ بھائی سلیمان عبدالواحد - حاجی رحمت اللہ

حاجی داؤد - حاجی عمر جمال - مولوی عبدالقادر - حاجی نور محمد ابو خالد -

احمد بھائی حبیب بھائی - کریم بھائی ابراہیم - حاجی عبداللہ عرب - حاجی یوسف

حاجی عبدالستار —

ہندوستان و برہما کے بڑے شہروں میں ماتحت کمیٹیاں مقرر کی گئی ہیں - اور مصر ٹرکی عرب کے واسطے انتظام در پیش ہے - یہ واقعات و حالات ناظرین کے ملاحظہ میں اسواسطے پیش کئے گئے ہیں کہ امریکہ کی اسلامی انجمن سریع الزوال نہیں ہے اور یہ کام اسطرح سے نہیں شروع کیا گیا ہے کہ ایک یا دو سال کے اخیر تک کالعدم ہو جائے بلکہ اسکی بنیاد بہت مستحکم ہے اور اسکے مددگار صرف پرجوش آدمی نہیں ہیں جو صرف اپنے عقیدہ میں اسلام کو مذہب حق سمجھتے ہیں بلکہ خواستگار ہیں اور اس قابل ہیں کہ اپنی دولت کو آزادی سے اس غرض کے ساتھ صرف کریں کہ حقانی نور نصف کرہ مغربی میں جلوہ افروز ہو جائے اونکا مقصد تکلیف دہ نہیں بلکہ ترغیب دہ ہے کہ اُن لوگوں کے واسطے برادرانہ محبت کا دامنا ہاتھ وسیع کیا جائے جو اوسے گرفت کرنا چاہتے ہیں اور جو لوگ عمدگی سے عرب کے الہامی پیغمبر کے تعلیم کردہ اصول کو سمجھیں گے - ❊ ❊

ــــــــ لاا ــــــــ

تقریظ ریختہ کلک ندرت نگار صاحب طبع سلیم جناب مولوی سید محمد عبد الحکیم صاحب حکیم سابق سب انسپکٹر پولیس لکھنؤ ساکن قائم گنج ضلع فرخ آباد

یہ رسالہ "اسلام" نام جسکو آپ دیکھ رہے ہیں درحقیقت اسم بامسمیٰ ہے کیونکہ ہادی برحق کی غیبی تائید کا نمونہ ہے جسے ہمارے معزز ذی کمال برادر دینی مسٹر الگزنڈر ویب صاحب نے ایک عرصہ کی تحقیقات کے بعد مشرف باسلام ہو کر اپنے ہموطنوں کی رہنمائی کے واسطے انگریزی میں لکھکر شائع کیا۔ نقشبند گلشن ایجاد نے انکو وہ فصاحت و بلاغت عطا فرمائی ہے کہ اس مجموعہ ہمیشہ بہار کا ہر ایک طالب حق شیدا ہے۔ طرز تحریر کا وہ ڈھنگ ڈالا ہے گویا فقرہ فقرہ سانچے میں ڈھالا ہے۔ مصنف موصوف نے جودت طبع نقاد سے جو گوہر شب چراغ مضامین حقہ حروف دوائر کتاب کے ذریعہ سے دکھائے ہیں وہ انکی باعظمت تحقیقات اور سچی تلاش حق کی کامل دلیلیں ہیں۔ میں نے اس کتاب کو بالاستیعاب دیکھا واقعی احقاق حق میں مسٹر ویب صاحب نے نہایت مرغوب مہذب طریقہ اختیار کیا ہے اور نہایت متانت سے پاک و مبارک اصول دین متین کے بارہ میں مدلل گفتگو اس طرح کی ہے کہ فلسفیان یورپ دنگ ہیں گو یہ مختصر بیان اختصار کے ساتھ کیا ہے تاہم وحدانیت خدا۔ رسالت مصطفیٰ۔ صوم۔ صلوٰۃ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ جہاد۔ تعدد ازدواج کی نسبت وہ وہ دندان شکن جواب دیئے ہیں کہ مخالفین حق کے دل ہی جانتے ہونگے۔ یہ مختصر تحریر ایک غیر متعصب طالب حق کیواسطے مفصل کتاب ہے چونکہ یہ کتاب انگریزی زبان میں تھی جس سے بیشتر اہل اسلام ہند کو پورے طور سے لطف مسرت کے حصول میں ناکامی تھی اسلئے ہمارے ذی علم نوجوان ہمدرد قوم منشی سید محمد مرتضیٰ صاحب کوٹ انسپکٹر ریاست رامپور نے بامحاورہ اردو میں ترجمہ فرماکر قوم کو شکر گزار کیا۔ سبحان اللہ کیا زبان کیا بیان ہے۔ ہر ایک فقرہ پر جان و دل قربان ہے۔ شیوا بیانی میں مترجم صاحب کو عندلیب ہزار داستان کہیں تو زیبا ہے ترجمہ میں نہایت کوشش کی ہے اصل کتاب کے اتباع کی پوری پابندی کے ساتھ محاورات پاکیزہ اور الفاظ پسندیدہ کو بھی ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ غرض انکی کوشش میرے بیان کی محتاج نہیں ہے لہذا اب میں اپنی تحریر کو قطعہ تاریخ ذیل پر ختم کرتا ہوں۔ قطعہ

چھپ گئی وہ کتاب با توقیر	جسکے مشتاق تھے امیر و غریب	صاف اردو زبان ایسی ہے	محو حیرت ہے جس سے چشم ادیب
مرض شرک و کفر کھونے کو	ہے یہ اک نسخہ طبیب لبیب	فکر تاریخ جب ہوئی مجھکو	عقل بولی کہ اے حکیم ادیب
	لکھدے تاریخ ہجری فصلی	بزم پیغمبری ۔ عجیب و غریب	
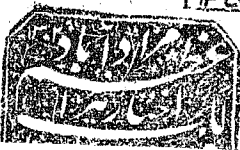
واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب مطبع مطلع العلوم و اخبار نیر اعظم مراد آباد کی چھپی ہوئی ہے مہر مالک مطبع کی ثبت کی گئی۔

ذیل کی نادر الوقت کتابین الیس ابن علی منیجر اخبار نیر اعظم مراد آباد سے ملسکتی ہین

قرآن مجید معرا نہایت خوش خط اور اعلی درجہ کا صحیح مصححین نے اسکی صحت مین بہت کچھ کوشش کی ہے اور حتی الامکان غلطی نہین چھوڑی چونکہ ہمین اپنی فائدہ سے قطع نظر پاک کلام کی اشاعت زیادہ تر مقصود ہے بآین وجہ اسکا ہدیہ صرف ۱۰ ر رکھا ہے۔

جواہر الایقان فی حفظ الایمان۔ فاتحہ سوم۔ چہلم۔ محفل میلاد وغیرہ کا ثبوت۔ غیر مقلدون کے عقاید فاسدہ کا رد عبدالوہاب کا ذکر۔ اختلافی مسایل کے فیصل کرنے مین اس سے بہتر کوئی کتاب نہین چھپی قیمت فی جلد ۱۳ ر

تفریح الاحباب فی مناقب الآل والاصحاب خلفای رابعہ کے فضائل و مناقب عشرہ مبشرہ کے محامد۔ ازواج مطہرات کے فضائل تمام اہل بیت کے ستودہ فضائل۔ حضرات حسنین کے برگزیدہ فضائل۔ سچ تو یہ ہے کہ دریا کو کوزہ مین بند کر دیا ہے ایک کالم عربی دوسرا سلیس اردو جس مین عربی کا پورا پورا ترجمہ صفحہ بصفحہ ہے۔ اس نایاب کتاب کی عمدگی بڑے بڑے محققین کی تقریظین ثابت کر رہی ہین قیمت باوجود حجم بہت قلیل یعنی ۸ ؎

سعادت الکونین فی فضائل الحسنین آجتک اس تذکرہ سراپا الم کے متعلق (نظم و نثر) جسقدر کتابین چھپی ہین افراط و تفریط کے سبب اصلی واقعات سے خالی ہین نظر برین اب تذکرہ امامین کے متعلق مفصل کتاب "سعادت الکونین فی فضائل الحسنین" چھپی ہے جسکی ہر روایت مستند حدیثون اور تاریخ کی معتبر کتابون سے لی گئی ہے۔ زبان کی سلاست اور محاورات کی نفاست ہرگز اجازت نہین دیتی کہ اس کتاب کو شروع کرکے ہاتھ سے رکھدے قیمت بنظر رفاہ عام بہت کم صرف ۱۳ ر

کلمات طیبات۔ یہ ایک ضخیم مجموعہ مکتوبات کا سلیس زبان فارسی مین چھپکر تیار ہوا ہے۔ مکتوبات کیا ہین گویا تصوف کی کان صوفیون کی جان مسلمانون کے ایمان کے لئے ایک خزانہ ہے اس مین حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی۔ حضرت میرزا مظہر جانجانان صاحب شہید۔ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی۔ و حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم کے صرف مکتوبات ہی نہین ہین بلکہ علاوہ طول طویل مکتوبات کے ملفوظات اور نصایح اور وصایا اور کلمات قدسیہ وغیرہ کا بھی ذخیرہ ہے اور اخر مین ترجمہ اسرار العارفین و سیر الطالبین شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا ضم کیا گیا ہے قیمت (عہ)

تائید الاسلام۔ یہ رسالہ دنیا مین جاری ہوا تھا جسکے مختلف تین نمبر موجود ہین جنکے مطالب کی خوبی دیکھنے سے ظاہر ہے تینون نمبرون کی قیمت ۹ ؎

مظہر عرفان یعنی مفصل سوانح عمری حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری۔ یہ کتاب سلیس اردو مین ہے اس مین حضرت کے ذکر خاص اور اقوال اور اوراد و ظائف وغیرہ سب کچھ ہین اور لطف یہ ہے کہ حضرت موصوف کے تمام مرشدین و مریدین کی سوانح عمریان بھی مختصر طور پر حاشیہ پر درج ہین اور اخیر مین حضرت کی منقبت مین نہایت عمدہ نظم ہے قیمت صرف ۶ ؎

نعت غیر منقوطہ یعنی فالنامہ سیدی محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ جس مین ہر سوال کا جواب آیات قرآنی سے نکلتا ہے۔ قیمت ۶ ؎

جنگ اجنادین و فتح دمشق۔ یہ سلسلہ فتوحات اسلام کی دوسری جلد ہے ہر مسلمان کے رگ و پے مین غیرت اور حمیت جرات و شجاعت کا خون دوڑانے کے لئے اس سلسلہ سے بہتر کوئی کتاب نہین ہو سکتی مع نقشہ ملک شام ہے۔ ملا لفتہ ۶ ؎

نالہ بسمل۔ حضرت بلال کے مشہور قصہ کو نہایت عمدگی اور خوبی سے تصنیف کیا ہے جسکو اہل محبت اور مولود خوان بہت عزیز رکھتے ہین قیمت ۲ ؎

اکسیر اکبر فی بیان فوائد حزب البحر جس مین دعای حزب البحر کا اختتام اوس کے پڑھنے کا طریقہ اوس کے اشارات کا بیان حصول مقاصد کے واسطے کفرات کا پڑھنا۔ طریقہ ذکر نفی اثبات۔ طریقہ و نیت مراقبہ۔ و طریقہ اداب بالطہ مرشد۔ شجرہ طیبہ ہر چہار خاندان وغیرہ۔ قیمت ۴ ؎

المشتہر الیس ابن علی منیجر اخبار نیر اعظم مراد آباد